ہفت روزہ

خدام الدین

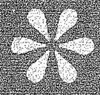
لاہور
پاکستان

بانی:
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ

ایڈیٹر:
مجاہد الحسینی



بدل اشتراک

سالانہ ——— ۱۸ روپے
ششماہی ——— ۱۰ روپے
سہ ماہی ——— ۵ روپے

فی شمارہ
۴۰ پیسے

جلد نمبر ۱۸ ، شمارہ نمبر ۵۱

۱۳ ربیع الثانی ۱۸ مئی
۱۳۹۳ھ ۱۹۷۳ء

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

شیرانوالہ دروازہ لاہور ——— فون نمبر ۷۶۵۳۵

قرآن رنگ ہے۔ علماء رنگ فروش اور اولیاء رنگ ساز۔ علماء کا کام لوگوں میں دین کا رنگ تقسیم کرنا ہے۔ اور اولیاء کا کام لوگوں پر دین کا رنگ چڑھانا۔ اللہ کے بندو سوچو اگر تم یہ رنگ ہی حاصل نہ کرو گے۔ تو تم پر دین کا رنگ کیسے چڑھے گا ۔۔۔۔ (شیخ الحدیث مفسرِ قرآن حضرت مولانا احمد علی رح)

علمِ دین کی ضرورت

از

احمد سعید اختر

ہم میں سے ہر شخص یہ تو جانتا ہے کہ اسلام کسی قوم، کسی قبیلے یا کسی برادری کا نام نہیں اور نہ ہی اسلام محض چند عقائد و عبادات یا رسومات کا نام ہے بلکہ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات اور نظام زندگی ہے جو خود خالق کائنات نے اپنی مخلوق کے لیے تجویز کیا ہے ہر وہ شخص جو کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام کو بطور دین قبول کرتا ہے درحقیقت خود سے یہ عہد کرتا ہے کہ وہ اپنی زندگی اللہ تعالےٰ کے احکام اور رسول اللہ کے طریقے کے مطابق بسر کرے گا۔ ظاہر ہے کہ اس عہد اور اس اقرار سے ہم پر یہ فرض عاید ہو جاتا ہے کہ ہم معلوم کریں کہ ہمارے لیے اللہ تعالےٰ کے احکام کیا ہیں۔ ہمیں کن کاموں کے کرنے اور کن کاموں سے باز رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ احادیث اور کتب سیرت میں ہم دیکھتے ہیں کہ قبول اسلام کے بعد اصحاب رسولؐ کا حضور انورؐ سے پہلا سوال یہ ہوتا کہ اسلام کیا ہے؟ ایمان کیا ہے؟ کیونکہ قبول اسلام کے بعد اللہ تعالیٰ کے احکام و ارشادات اور رسول اللہ کی ہدایات و تعلیمات کے علم ہی سے ہم حق و باطل، خیر و شر، حلال و حرام اور گناہ و ثواب میں تمیز کر سکتے ہیں اور اسی علم سے ہمیں وہ نور، وہ روشنی اور وہ بصیرت حاصل ہوتی ہے جو ہمارے لیے عمل کی راہ روشن کرتی ہے ایک مسلمان کے لیے علم دین کی حیثیت، چراغ راہ کی سی ہے کہ جس کی روشنی کے بغیر اس کے لیے صحیح سمت میں زندگی کا سفر ناممکن ہے۔

اسلام کو بطور دین قبول کرنے والے انسان کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو کسی ملک یا کسی ریاست کی شہریت اختیار کرتا ہے حصول شہریت کے بعد اس کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اس ملک کے قوانین کا پورا پورا علم حاصل کرے تاکہ ان کا پابند رہ کر ایک پرسکون زندگی گزار سکے۔ قانون سے لاعلمی کی صورت میں وہ کسی وقت بھی کسی خلاف قانون حرکت کا مرتکب ہو سکتا ہے اور خلاف قانون حرکات خواہ وہ لاعلمی کے باعث ہی کیوں نہ ہوں۔ قانون کی نظر میں قابل مواخذہ ہیں۔ کیونکہ قانون کا علم حاصل کرنا ہر شہری کی ذاتی ذمہ داری ہے اور قانون سے لاعلمی کو بطور عذر قبول نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اسی طرح ایک مسلمان جو دین اسلام کے حلقہ میں داخل ہوتا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے عقل و فہم کی دولت عطا کر رکھی ہے اس امر کا پابند ہے کہ وہ اپنی زندگی گزارنے کے لیے دین کا ضروری علم حاصل کرے کیونکہ وہ اپنے غیر صالح اعمال کے نتائج سے محض اس لیے نہ بچ سکے گا کہ اسے احکام الٰہی اور ارشاد نبوی کا علم نہ تھا اور اسی لیے شارع علیہ السلام نے حصول علم کو ہر مرد و زن مسلمان پر فرض قرار دیا کہ اس کے لیے عمر اور وقت کی بھی کوئی قید نہیں رکھی بلکہ فرمایا کہ ماں کی آغوش سے قبر کی گود تک علم حاصل کرو۔ حضرت عمر فاروقؓ اپنی خلافت کے ایام میں بازار میں جا کر تاجروں اور دکانداروں کا امتحان لیتے اور انھیں درّے لگا کر خرید و فروخت کا علم سیکھنے کے لیے بھیجا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص بیع و شرا کے اسلامی علم سے ناواقف ہے اس کا بازار میں بیٹھنا درست نہیں۔ کیونکہ وہ لاعلمی میں حرام کھائے گا اور اسے خبر بھی نہ ہو گی۔

ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ ہر شخص اپنے لیے جو مقصد حیات متعین کرتا ہے اس میں کامیابی اور کمال حاصل کرنے کے لیے اس کا زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کی سعی کرتا ہے۔ ڈاکٹر کوشش کرتا ہے کہ وہ جسم کی ساخت اور ادویہ کے خواص کا زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرے۔ انجینئر کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ تعمیر اور ڈیزائننگ کے علم پر پوری طرح حاوی ہو۔ تاجر کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ رسد و طلب کے اصولوں اور قیمتوں کے اتار چڑھاؤ سے ہمہ وقت باخبر رہے۔ اسی طرح ایک کاشتکار کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ مٹی کے خواص، پانی کے اثرات بیجوں کی ماہیت کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرے تاکہ وہ اپنی زمین سے پورا پورا نفع حاصل کر سکے۔ اسی طرح ایک مسلمان کے لیے اگر وہ اسلام میں کامیابی اور کمال حاصل کرنا چاہتا ہے تو ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کسی چیز سے اتنی بہتر نہیں ہوتی جتنی دین کی سمجھ سے ہوتی ہے۔ ایک دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا ایک دین کا عالم شیطان پر ہزار عابدوں سے بھاری ہوتا ہے۔ ایک بار اصحابؓ نے پوچھا۔ یا رسول اللہؐ اعمال میں کون سا عمل افضل ہے۔ آپ نے فرمایا۔ خدائے پاک کا علم۔ لوگوں نے عرض کی ہم اعمال میں افضل پوچھتے ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا خدائے پاک کا علم۔ لوگوں نے عرض کی ہم عمل کو پوچھتے ہیں اور آپ علم ارشاد فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا علم کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی کارآمد ہوتا ہے اور جہالت کے ساتھ بہت سا عمل بے سود ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ وہ خاصہ جس کے باعث انسان کی چوپایوں سے تمیز ہوتی ہے علم ہے۔ انسان جب ہی انسان کہلائے گا کہ جس بات میں اس کو شرف ہے وہ اس میں موجود ہو۔ انسان کی شرافت نہ تو جسم کی طاقت کے باعث ہے کہ اونٹ طاقت میں اس سے زیادہ ہے نہ بڑے جثے کے باعث کہ ہاتھی اس سے بہت بڑا ہے نہ شجاعت کے سبب کہ درندے اس سے زیادہ شجاع ہیں نہ کھانے کی وجہ سے کہ بیل کا پیٹ اس سے بہت بڑا ہے نہ محبت کے باعث کہ ادنیٰ چڑیا اس باب میں اس سے بہت آگے ہے۔ انسان کو شرف ہے تو صرف علم کے باعث، اور اسی علم ہی کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے جس طرح کھانے کو نہ ملنے سے جسم مر جاتا ہے اسی طرح علم و حکمت نہ ملنے سے دل اور روح کی موت طاری ہو جاتی ہے۔ اگرچہ انسان کو اس کی خبر نہیں ہوتی۔

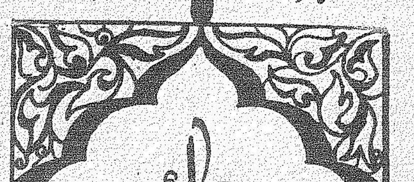
دنیاوی علوم میں ہمارے تحصیل علم کے شوق کا یہ عالم ہے کہ اگر بازار سے کوئی چیز خریدنی ہو۔ اگر ہمیں بجلی کا پنکھا ریڈیو سیٹ یا سلائی کی مشین درکار ہے تو خریدنے سے پہلے ہم اس کے بنانے والے اداروں کے اشتہارات اور لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں۔ دکانوں پر کھڑے ہو کر اس کی ساخت اور قیمت کا اندازہ کرتے ہیں جن دکانداروں کے پاس وہ چیزیں موجود ہوں ان سے ان کی کارکردگی کے متعلق معلومات حاصل کرتے ہیں اور اس طرح پوری تحقیق و مطالعہ کے بعد اس چیز کو خریدتے ہیں۔ لیکن وائے افسوس کہ ہمارے دل میں اسلام اور علوم اسلام کی [illegible] عظمت و اہمیت نہیں رہی جتنی کہ [illegible] جلنے والے لکڑی کے اور لوہے کے ان ٹکڑوں کی ہے ہم دنیاوی علوم کے حصول کے لیے اپنی زندگی کا بہترین اور بہتر حصہ صرف کر دیتے ہیں لیکن ہمیں کبھی احساس نہیں ہوا کہ اس عارضی زندگی کے بعد آنے والی ابدی اور لافانی زندگی کے لیے جس علم جس نور اور جس روشنی کی ضرورت ہے ہمارے جیب و داماں اس سے بالکل خالی ہیں۔ علم دین سے ہماری غفلت اور بے رغبتی کا یہ عالم ہے کہ ہم اپنی تمام زندگی میں چند ماہ یا چند گھنٹے اور ہر دن میں چند لمحے بھی اس علم کے حصول کے لیے صرف نہیں کرتے جو موت کی سختیوں میں ہمارا رفیق قبر کی تاریکی میں ہمارا نور اور حشر کے ہنگامے میں ہمارا مونس ہو گا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں۔ علم سیکھو۔ اس کا سیکھنا اللہ تعالےٰ سے ڈرنا ہے۔ اس کی طلب عبادت ہے اس کا مذاکرہ تسبیح ہے اور اس میں بحث کرنا جہاد ہے جو نہیں جانتا اسے سکھانا صدقہ ہے۔ علم کا اس کے اہل کو دینا قربت ہے۔ اہل جنت کی روشن نشانی ہے اوقاتِ وحشت میں انسیت دلانے والا ہے۔ مسافرت کا ساتھی ہے، تنہائی میں رفیق ہے۔ نفع و نقصان کی دلیل ہے۔ دشمن کے خلاف ہتھیار ہے۔ بندوں کے نزدیک یہ دین ہے اور دوستوں کے نزدیک زینت ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ قوم کو بلند کرتا ہے۔ بھلائی کا



خدام الدین

۱۸ مئی ۱۹۷۳ء
۱۴ ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ

جلد ۱۸ شمارہ ۱۵



مندرجات

زیر ادارت
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
مجاہد الحسینی

امریکہ میں الگ مسلم ریاست کے قیام کا مطالبہ

عالمی مکہ باز جناب محمد علی کلے نے کاڈف میں ایک تقریر کے دوران مطالبہ کیا ہے کہ امریکہ میں سیاہ فام باشندوں کی ایک الگ اور آزاد ریاست کا قیام عمل میں لایا جائے جس کا سرکاری مذہب اسلام ہو اور امریکہ کے گورے اور سیاہ فام باشندوں کے نسلی مسائل کا حل بھی اسی میں ہے۔

سیاہ فام باشندوں خصوصاً مسلمانوں کے ساتھ گوروں کی طرف سے جو بے رحمانہ سلوک کیا جارہا ہے اس کی بوجہ سے یورپ اور افریقہ کے سیاہ فام باشندے نہایت اکس مپرسی اور تلخی کے دن گزار رہے ہیں۔ کالے انسانوں کی زندگی اجیرن ہوگئی ہے انہیں آزادی کا سانس لینے اور باوقار انسان کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔ کالے انسانوں کے لیے تعلیمی ادارے ، بازار تفریح گاہیں جداگانہ ہیں۔ ایک کالا شخص کسی گورے کی گاڑی کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ گورے انسانوں کی ریل گاڑیوں کے پائیدانوں پر کھڑا نہیں ہوسکتا۔ کالا انسان ان شاہراہوں اور گزرگاہوں پہ پاؤں نہیں رکھ سکتا جو گورے انسانوں کے لیے مخصوص ہیں۔ ایسے ناگفتنی اور سنگین ماحول میں کروڑوں کالے انسانوں خصوصاً وہاں کی مسلم آبادی کے لیے اس کے سوا چارۂ کار نہیں کہ وہ اپنے لیے الگ مسلم ریاست کے قیام کا مطالبہ کریں۔

قیام پاکستان کے اسباب و محرکات میں یہی عوامل شامل تھے کہ ہندو کی تنگ نظری نے سرزمین ہند کی مسلم آبادی کے لیے جینا حرام کر دیا تھا مسلمانوں کے ساتھ اچھوتوں جیسا سلوک کیا جاتا تھا۔ اہل اسلام کے لیے دوکانوں پر کھانے پینے کے برتن بھنگیوں ، چوہڑوں چماروں کے ساتھ رکھے جاتے تھے۔ نتیجۃً مسلمانوں کے جذبات سخت مشتعل ہوئے اور ان کی خودی بیدار ہوگئی۔ وہ اپنے لیے الگ مملکت قائم کرانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور مسلمان ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ہندو کی غلامی اور ان کی لوٹ کھسوٹ سے آزادی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

آج — محمد علی کلے نے امریکہ میں الگ مسلم ریاست قائم کرنے کا مطالبہ کیا ہے اس کے اسباب و محرکات میں گوروں کی ظالمانہ روش اور ان کی چیرہ دستیاں ہیں۔ مسٹر کلے نے ٹھیک کہا ہے کہ مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کرنے اور سیاہ فام انسانوں کو زندگی عطا کرنے کے لیے مسلم ریاست کا قیام ضروری ہے۔

محمد علی کلے کا یہ نظریہ اپنا ذاتی خیال نہیں۔ بلکہ یہ اسلام ہی کی پاکیزہ اور اعلیٰ و ارفع تعلیم ہے جس کے مطابق کالے اور گورے انسان کی تمیز ختم کی گئی ہے اور حضور خاتم النبیینؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمام بنی آدم آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کسی عربی کو عجمی پہ اور گورے کو کالے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔

آج دنیا کے مظلوم انسان اور فرعونوں ، تاروں ، نمرودوں اور ہامانوں کے ستائے ہوئے لوگ بلبلا اٹھے ہیں اور انھوں نے گوشۂ عافیت تلاش کرلیا ہے۔ کہ اسلام ہی وہ سچا دین ایسا ہے جس کے دامن مساوات میں کالے گورے انسانوں کو زندگی اور سکون میسر آسکتا ہے ہماری تمام تر ہمدردیاں اور حمایتیں امریکہ میں نئی مسلم ریاست کے قیام کی جدوجہد کرنے والوں کے ساتھ ہیں اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کرے۔

● اور منکرین جہاد کی مذہبی لابی ؟

معاصر روزنامہ نوائے وقت نے ۸ مئی کی اشاعت کے اداریے میں پاک بھارت مسائل پہ بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔

صدر بھٹو بھارت کے ساتھ ہزاروں سال تک جنگ لڑنے کی باتیں کرتے رہے ہیں وہ ایک قول کے دھنی انسان ہیں ان کا مزاج ایسا ہے کہ وہ انتقام لے سکتے ہیں — جو شخص ذاتی طور پر انتقام لینے کی صلاحیت رکھتا ہے کوئی وجہ نہیں وہ قومی سطح پر انتقام لینے کی صلاحیت سے عاری ہو۔ انہیں مولانا کوثر نیازی ، مولانا غلام غوث ہزاروی اور پیر سید علی محمد راشدی ایسے اپنے قریب " بزرگان دین " سے پوچھنا چاہیئے کہ موجودہ حالات میں بحیثیت مسلمان بحیثیت صدر پاکستان ان پہ کیا فرائض عاید ہوتے ہیں جہاد واجب ہوتا ہے یا نہیں ؟ اگر ہوتا ہے تو پھر اس سیاسی لابی سے نجات حاصل کرنی چاہیئے جو جہاد کی قائل نہیں۔ اور پھر اللہ کا نام لے کر جہاد کی پوری اور مکمل تیاری شروع کردینی چاہیئے۔ یہ ہمارے ایمان کا مسئلہ ہے۔

معاصر نوائے وقت جہاد کے منکر صرف سیاسی لابی " سے نجات حاصل کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ انہیں نام نہاد اس " مذہبی لابی " کے خلاف بھی اپنے روایتی انداز میں زبردست مہم چلانی چاہیئے جس نے جہاد کے خلاف مذہبی اساس پہ مہم شروع کر رکھی ہے۔ وہ " مذہبی لابی " قادیانی فرقہ ہے جس کے افراد پاکستان کی کلیدی اسامیوں پر قابض ہیں اور اپنے سرکاری اثر و رسوخ کے ساتھ ایک طرف تو حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم سے

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

جمعیۃ علماء اسلام نے تمام دشمنان اسلام کیخلاف ہمیشہ جہاد کیا ہے

جماعتی معاملات میں کسی غیر کو مداخلت کی اجازت ہرگز نہیں دی جا سکتی

رکن قومی اسمبلی مولانا عبدالحکیم کا بیان

حضرت درخواستی، مولانا خان محمد، مفتی محمود اور مولانا غلام غوث ہزاروی، ہمارے لائق احترام بزرگ ہیں

راولپنڈی۔ ۲۴ اپریل۔ قومی اسمبلی کے ممبر اور جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم نشر و اشاعت مولانا عبدالحکیم صاحب نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام اپنی شاندار ماضی اور سنہری تاریخ کے لیے سب دنیا پر عیاں ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام نہ تو کل کی پیداوار اور نہ ہی کسی بیرونی طاقت یا اندرونی طبقے کا سہارا لے کر قائم ہوئی ہے۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کے بتائے ہوئے سچے دین کی علمی و عملی تحریک ہے جس کے مقاصد میں مخلوق خدا کی پیغمبر اسلام کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں سیرت صحابہؓ کے مطابق علمی عملی دینی و دنیاوی معاملات میں بے لوث رہنمائی کرنا شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام کے اسلاف و بزرگوں نے مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحؒ اور اس کا تاریخ ساز خاندان، حضرت قاسم نانوتویؒ، حضرت گنگوہی رحؒ، مجاہد کبیر سید احمد اور اسماعیل شہید جیسے حضرات نے اپنے دور میں ہر طاغوتی طاقت کا مقابلہ کیا۔ بادشاہان وقت کی جلوہ گاہیں ابوالفضل اور فیضی جیسے دین فروش یا شرک و بدعات کے عظیم اڈے چلانے والے مجاور ہوں یا طاؤس و رباب کے رسیا ملک فروش حاکم ہوں، ارتداد و الحاد کے مبلغ، نبوت کاذبہ کے دعویدار، انکار حدیث کا چکڑالوی فتنہ، ان سب فتنوں کا مقابلہ جمعیۃ علماء اسلام کے اسلاف و اکابر کرتے ہوئے اپنے دور میں مسلمانوں کے قافلے کو مدینہ طیبہ کی صحیح سمت کی طرف رہنمائی کرتے رہے آج کا مورخ اس برصغیر کی آزادی کے لیے پھانسی پر لٹکنے والے اور فرنگی دور کے وحشیانہ طرز کے جیلوں میں عرصہ دراز تک قید کی سزائیں جھیلنے والے علماء کی اگر تاریخ مرتب کرے گا۔ تو اس میں موجودہ جمعیۃ علماء اسلام کے علمی و روحانی اسلاف و اکابر کا نام ضرور آئے گا۔ نہ کہ کل کے حادثاتی پیداوار کے نابالغوں یا غیروں کے اشاروں و سہاروں پر چلنے والوں کا نام۔ موجودہ وقت میں جمعیۃ علماء اسلام کا نصب العین اور مقصد وحید یہی ہے۔ نبوی سیاست کی بنیاد پر کام کرنے والی جماعت صرف جمعیۃ علماء اسلام ہی ہے اور آئندہ بھی جمعیۃ اپنے اس مخصوص دینی اور علمی مزاج کے مطابق مسلمانان پاکستان اور عالم اسلام کی علمی و عملی اخلاقی و سیاسی رہنمائی اس طرح کرتی رہے گی جس میں خدا کی توحید، حضور پاک کی نبوت، ناموس صحابہؓ و اہل بیت و احترام اولیائے کرام وعلماء کرام کو محفوظ رکھتے ہوئے مسلمانان پاکستان کو الحاد و دہریت، عیسائیت و یہودیت کے اثرات سے بچا کر ملک میں عدل و انصاف پر مشتمل عادلانہ معاشرہ قائم کرنے کے لیے کام کرے گی اس وقت جمعیۃ کے عظیم رہنما مولانا درخواستی صاحب، مرشد وقت مولانا خان محمد صاحب، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمود صاحب ابوذر زمانہ بابائے جمعیۃ مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب جیسے حضرات کا مقصد مذکورہ بالا کا حصول ہے جماعتی نظم و نسق کے بارے میں صرف جماعتی عہدیدار ہی بات کر سکتا ہے دوسرے کسی کو کسی کے گھر میں مداخلت کی اجازت ہے نہ ضرورت، مولانا ہزاروی کے بارے میں پروفیسر عبدالغفور صاحب کا بیان نہ صرف غیر مناسب بلکہ جمعیۃ میں انتشار پیدا کرنے کی مذموم کوشش ہے جو انشاء اللہ کبھی کامیاب نہ ہوگی۔ صحیح بیان اس وقت مفتی صاحب کا ہے جو انہوں نے قاسم العلوم ملتان سے جاری کیا اور ترجمان اسلام میں چھپا کر حضرت مولانا ہزاروی صاحب کی دیانت و اخلاص پر شبہ کرنے کی گنجائش بھی نہیں، اور اس بات کی گواہی ملک کے پریس میں جناب ولی خاں صاحب اور عظیم قانون دان محمود علی قصوری نے دی ہے متحدہ محاذ کی میٹنگ میں قصوری صاحب نے فرمایا تھا کہ ہزاروی صاحب نے کبھی بھی حکومت کے حق میں ووٹ نہیں دیا اور حقیقت ہے میں جمعیۃ علماء اسلام کے بے لوث عہدیداروں اور کارکنوں سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے اسلاف اور محبوب جماعت کے خلاف پروپیگنڈے پر ہرگز یقین نہ کریں اور اپنے اکابر کا احترام برقرار رکھتے ہوئے اپنی دینی قوت کو بڑھانے کے لیے جماعتی تنظیم و تعمیر کی طرف توجہ دیں اور نظم و نسق کا خیال رکھیں، جزوی معاملات میں ہمارے بزرگوں میں اختلاف رائے اظہار حق کے لیے ہوتا ہے نہ کہ مخالفت برائے مخالفت کے لیے خدا ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے اور اہل حق سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز کے نام

حضرت حسن بصری کا ایک مکتوب گرامی

محمد سرور، راہ نما لدھیانوی۔ میاں چنوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اے امیر المومنین! خداوند قدوس و برتر نے امام عادل کو ہر کجی کو سیدھا کرنے والا، ہر ظالم کو راہ راست پر لانے والا، ہر ناتواں کے لیے قوت، ہر فساد کا مصلح اور ہر مصیبت کا ملجا بنایا ہے۔

اے امیر المومنین! امام عادل اس باپ کے مانند ہے جو اپنی اولاد سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔ جب وہ بچے چھوٹے ہیں تو ان کی ہر ضرورت پوری کرتا ہے۔ اور جب وہ ذرا بڑے ہوتے ہیں تو انھیں اچھی تعلیم و تربیت سے نوازتا ہے۔ زندگی بھر ان کے لیے کماتا اور مرنے پر ان کے لیے ترکہ چھوڑ جاتا ہے۔

اے امیر المومنین! امام عادل اس ماں کی مثل ہے جو حمل اور زچگی کی ہر تکلیف برداشت کرتی ہے اپنے بچے کی پرورش اچھی طرح سے کرتی ہے دودھ پلانے کے وقت اسے دودھ پلاتی ہے اس کے آرام و آسائش سے خوش اور اس کی ہر تکلیف و مصیبت سے بے چین و بے کل ہوتی ہے۔

اے امیر المومنین! امام عادل اس راعی کی مانند ہے جو اپنے اونٹوں کو اچھی طرح چرائی دیتا ہے اور خراب جھاڑیوں سے انہیں دور رکھتا ہے۔ گرمی، سردی، اور خونخوار درندوں سے انہیں محفوظ رکھتا ہے۔

اے امیر المومنین! امام عادل جسم میں قلب کی حیثیت رکھتا ہے اس کی اچھائی و بہتری سے جسم کے تمام اعضا اچھے اور بہتر رہتے ہیں۔

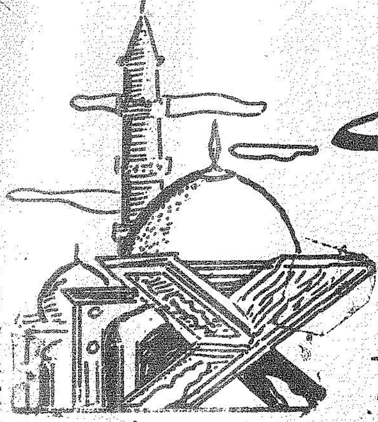
اے امیر المومنین! امام عادل اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے بیچ میں کھڑا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی بھی سنتا ہے اور بندوں کی بھی۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری اور بندوں کی راہنمائی کرتا ہے۔

اے امیر المومنین! خدا تعالیٰ نے قصاص کا قانون بنایا ہے تاکہ بندوں کی زندگی محفوظ رہ سکے۔

اے امیر المومنین! موت کو یاد کیجیے اور جو کچھ موت کے بعد پیش آنے والا ہے اچھی طرح سے جان لیجیے کہ خدائے پاک کے پاس آپ کا کوئی حامی و ناصر نہ ہوگا لہذا اس دن کے لیے اور اس کے بعد کے لیے کامل تیاری کیجیے

اے امیر المومنین! یہ بھی یاد رکھیے۔ کہ جس مکان میں آپ ہیں اس کے علاوہ ایک اور مکان بھی ہے جہاں آپ کا قیام طویل عرصے تک رہے گا۔ وہاں آپ کا کوئی

(باقی صفحہ ۱۸ پر)



اجتماع
جمعۃ المبارک
۴ر مئی ۱۹۷۳ء

مرتب
عبد الرشید انصاری

مومنین کے جان و مال اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے خرید لیے ہیں

مشکلات پر صبر، آسانیوں پر شکر مومنین کے لیے اجر و ثواب کا موجب بنتا ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کا خطاب

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ:

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ ؕ وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ (التوبہ آیت ۱۱۲)

ترجمہ: اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔ لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں۔ وعدہ ہو چکا اللہ کے ذمہ پر سچا توریت اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے زیادہ سو خوشیاں کرو اس معاملہ پر جو تم نے کیا ہے اس سے اور یہی ہے بڑی کامیابی۔

یہ کتنی بڑی سعادت اور خوش نصیبی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دولتِ ایمان سے نوازا اور اپنے آخری پیغمبر خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا فرمایا ان عظیم احسانات کا بارگاہِ خداوندی میں جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ کی بے انتہا اور بے شمار نعمتیں ہیں جن کا سلسلہ روزِ اول سے جاری ہے کسی ایک نعمت کا بھی شکریہ ادا کرنا مشکل ہے کیونکہ ہمارے پاس تو اپنی چیز کوئی بھی نہیں جسے کسی نعمت اور احسان کے شکریہ کے طور پر بارگاہِ خداوندی میں پیش کر دیں اور دعویٰ کر سکیں کہ فلاں نعمت کا ہم نے شکریہ ادا کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ساری زندگی انسان کوشش میں لگا رہے تب بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کر سکتا اور انعامات و احسانات خداوندی کا تقاضا ہے کہ خدائے ارحم الراحمین کا شکریہ ادا کیا جائے کیونکہ شکریہ ادا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اور زیادہ دیتے ہیں۔ اس لیے یقیناً ہمیں اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندوں سے رہنمائی حاصل کرنا ہو گی۔

اللہ کے نیک بندوں، پاکیزہ سیرت بزرگوں، علماء ربانی، اولیاء عظام، صلحاء کرام، ائمہ مجتہدین اور فیض یافتگانِ صحبتِ پیمبری حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور خود جناب رسالت مآب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے اور اس کے شکر گزار بندے بننے کے لیے جو طریقہ اور اسوۂ حسنہ پیش فرمایا وہ یہ ہے کہ انسان اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں پیش کر دے۔ دولت، عزت، وطن، احباب، اقارب، بیوی بچے، ماں باپ اور اپنی جان کو دین کی راہ میں رکاوٹ نہ بننے دے بلکہ حرمتِ دین اور ناموسِ دین کے تحفظ کے لیے جب کوئی چیز اس سے طلب کی جائے تو فوراً پیش کر دے اور کسی طرح کی پس و پیش یا شک و شبہ کو درمیان میں نہ آنے دے۔ اس کے بعد رحمتِ خداوندی کا عالم یہ ہو گا کہ اس قربانی کو شرفِ قبولیت حاصل ہو گا۔ اور قرار یوں پائے گا کہ اس شخص نے اپنی فلاں چیز اللہ کی راہ میں قربان کر دی۔ حالانکہ یہ چیز اللہ تعالیٰ ہی کی تھی، اسی نے عطا فرمائی تھی لیکن چند روز کے لیے انسان کو اس کا مالک مجازی قرار دیا گیا تھا اور فی الحقیقت ہر شے کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، سب کچھ اسی کا ہے، اسی نے دیا ہوا ہے وہ جب چاہے جو چاہے لے سکتا ہے۔ صحت، عزت، اقتدار اور مال و جان سب اسی کے قبضہ و اختیار میں ہے

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِیَدِکَ الْخَیْرُ ؕ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ (آل عمران آیت ۲۶)

ترجمہ: تو کہہ! یا اللہ مالک سلطنت کے تو سلطنت دیوے جس کو چاہے اور چھین لیوے جس سے چاہے اور عزت دیوے جس کو چاہے اور ذلیل کرے جس کو چاہے تیرے ہاتھ میں ہے سب خوبی، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ عقیدہ کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اور مالکِ حقیقی وہی ہے جتنا پختہ ہو گا اسی قدر راہ حق میں ایثار و قربانی کا جذبہ بڑھے گا اور اعمال صالحہ کے لیے ذوق و شوق پیدا ہو گا۔ بدقسمتی سے آج اس حقیقت کا زبانی اعتراف و اقرار تو سب کرتے ہیں لیکن جب موقع آتا ہے تو امتحان و آزمائش میں ناکام ہو جاتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دل و دماغ پر اس عقیدہ کا سایہ بھی نہ پڑا تھا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہٗ نے اس موضوع پر علم و حکمت کے موتی بکھیرے ہیں۔ حضرت عثمانی فرماتے ہیں:

"اس سے زیادہ سود مند تجارت اور عظیم الشان کامیابی کیا ہو گی کہ ہماری حقیر سی جانوں اور فانی اموال کا خداوند قدوس خریدار بنا۔ ہماری جان و مال فی الحقیقت اسی کی مملوک و مخلوق ہے محض ادنیٰ "ملابست" سے ہماری طرف نسبت کر کے "مبیع" قرار دیا جو "عقدِ بیع" میں مقصود بالذات ہوتی ہے اور جنت جیسے اعلیٰ ترین مقام کو اس کا "ثمن" بتلایا جو مبیع تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں وہ نعمتیں ہوں گی جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی بشر کے قلب پر ان کی کیفیات کا خطور ہوا۔ اب خیال کرو کہ جان و مال جو برائے نام ہمارے کہلاتے ہیں انہیں جنت کا ثمن نہیں بنایا نہ یہ کہا کہ حق تعالیٰ "بائع" اور ہم مشتری ہوتے تلطف و نوازش کی حد ہو گئی کہ اس ذرا سی چیز کے (حالانکہ وہ بھی فی الحقیقت اسی کی ہے) معاوضہ میں جنت جیسی لازوال اور قیمتی چیز کو ہمارے لیے مخصوص کر دیا۔ جیسا کہ "بالجنۃ" کی جگہ "بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ" فرمانے سے ظاہر ہوتا ہے ؎

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد
آنچہ در وہمت نیاید آں دہد

پھر یہ نہیں کہ ہمارے جان و مال خرید لیے

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

سنتِ رسول اور جماعتِ رسول

پیرِ طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال خلیفہ حضرت شیخ مدنیؒ پروگرام کے مطابق ۲۱، ۲۲ اپریل بروز ہفتہ اتوار مدرسہ حنفیہ اشرف العلوم ہرنولی تحصیل و ضلع میانوالی میں بغرض تبلیغ تشریف لائے۔ حضرت قاضی صاحب نے مختلف اوقات میں مختلف پہلو سے تقریریں کیں۔ ان میں سے ۲۲ اپریل بروز اتوار بعد از نماز فجر بمقام مسجد مدنی مدرسہ حنفیہ اشرف العلوم ہرنولی۔ بموضوع "مسلمانوں کے لیے اس دورِ فتن میں سنت رسولؐ و جماعت رسولؐ کی اشاعت و تبلیغ ضروری ہے" درس قرآن پاک دیا۔ جو ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے امید ہے اس سے ہر طبقہ کے مسلمانانِ اہل سنت کو نفع ہوگا

(مرتب محمد یعقوب ہرنولی)

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفیٰ باللہ شھیدا۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار۔ الخ

حضرت قاضی صاحب مدظلہ العالی نے سورہ فتح کو اس آیت سے لے کر آخر رکوع تک تلاوت کیا اور ترجمہ کرکے اس کی تشریح کی جو ہدیہ ناظرین ہے۔

تشریح:۔ سرکارِ دو عالم رحمت کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دو چیزیں عطا کیں۔ ایک ہدایت۔ معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ہدایت پر چلے اور لوگوں کو بھی ہدایت پر چلایا۔ اور دوسرے دین حق تاکہ اس دین حق کو دوسرے دینوں پر غالب کرے۔

لیظھرہ علی الدین کلہ۔ اللہ رب العزت نے اپنے دین کو غالب کرنا تھا لیکن عالم اسباب میں سبب اعلیٰ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو بنایا اس واسطے نئے سرے سے اعلان کرایا۔

محمد رسول اللہ۔ یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور حضور اقدس کی رسالت کا اعلان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کروایا تاکہ رسالت میں کسی قسم کا شک نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل و قول سنت ہے گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری سیرت طیبہ دین ہے سنت کہتے ہیں اصل میں طریقہ کو جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات اللہ رب العزت کی کائنات میں اعلیٰ اور افضل ہے تو آپ کا طریقہ بھی سب طریقوں سے اعلیٰ اور افضل ہے اسی واسطے اللہ رب العزت نے قرآن میں فرمایا۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ البتہ تحقیق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

والذین معہ۔ حضور اقدس کی رسالت کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا جو ذکر ہے تو اشارہ اس طرف ہے کہ رسالت کے بعد مقام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا ہے لیکن اکثر لوگ اس سے غافل ہیں۔ اللہ رب العزت نے اپنے دین کو غالب کرنا تھا اب دنیا میں سب سے پہلا سبب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تھی اس کا ذکر فرمایا اس کے بعد نبوت کا دروازہ بند تھا۔ آخر دین کو غالب تو کرنا ہی تھا۔ تو دوسرا سبب جماعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھی اس لیے ان کا ذکر فرمایا۔

معہ:۔ یہ معیت سے ہے یعنی جوڑ، تعلق۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تعلق جسمانی اور روحانی دونوں طریقوں سے تھا زندگی کے ہر شعبہ میں صحابہ کرامؓ کا آپ سے تعلق تھا اور روحانی تعلق اس طریقے سے تھا جس مقصد کو حضور اقدسؐ لے کر آئے تھے اس مقصد کے حامل صحابہ کرام تھے اور اگر صحابہ کرامؓ حضور اقدسؐ کی ذات گرامی سے جدا بھی ہوتے ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد کو پھیلانے کے لیے۔ اور جو صفات صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو ملیں وہ سب بسبب سرکار دو عالم کے ملیں۔

اشداء علی الکفار۔ اس زمانہ کے کافر سب کافروں سے سخت تھے اور ان کے مقابلہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اپنے عقیدہ و عمل اور جہاد کے اعتبار سے کافروں پر بڑے سخت تھے۔ ایک آدمی تمام صفات کا مالک ہو لیکن وہ دین کے مخالفین پر سخت نہ ہو۔ تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ صحابہ کرامؓ کی اس صفت کو سب سے مقدم اس واسطے ذکر فرمایا کہ دین کو زیادہ غلبہ اس صفت کی وجہ سے نصیب ہوا اگر کافروں اور برائی کا دفاع نہ کیا جائے تو نہ دین بچتا ہے اور نہ ہی کوئی نیکی۔ اگر اصحاب کرام سخت نہ ہوتے کافروں کے ساتھ کیسے لڑتے۔ آج بھی ہر مبلغ، مقرر اور مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ ہر باطل کے مقابلہ میں سخت ہو۔

رحماء بینھم یہ رحمدلی ہے اور اس صفت کا تعلق دل سے ہے۔ صحابہ کرام تمام آپس میں ایک دوسرے پر رحمدل تھے جیسے والد اگر اپنی اولاد پر بظاہر غصہ کا اظہار کرے لیکن دل میں وہ اپنی اولاد پر رحم و شفقت کرنے والا ہوتا ہے۔

تراھم رکعا سجدا۔ فرمایا کہ صحابہ کرام کافروں پر سخت اور آپس میں نرم ہیں۔ وہ صرف مجاہد ہی نہیں ہیں بلکہ وہ نمازی بھی ہیں اور کامل نمازی ہیں ان کی نماز پر حضور اقدس کو گواہ بنایا۔ اور نماز میں رکوع اور سجدہ اعلیٰ ہے۔ فرمایا وہ دین کے ہر عمل پر عامل ہیں۔

یبتغون فضلا من اللہ۔ یہاں پر صحابہ کرام کی نیت بیان فرمائی۔ کہ مجاہد اور غازی و نمازی ہیں۔ لیکن ان تمام چیزوں میں اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔ گویا ان کا عمل اور نیت دونوں کامل ہیں۔ مقام رضا ولایت کا جز ہے فرمایا یریدون وجھہ اور یہ تصوف کی روح ہے۔ صحابہ کرام کا ہر فعل اللہ کی رضا کے لیے تھا۔

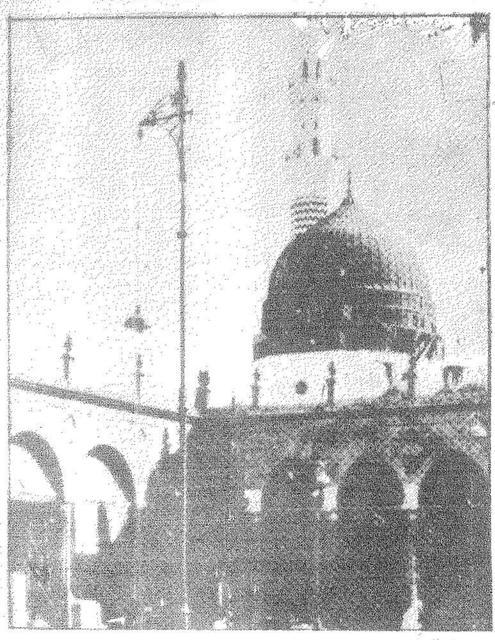
سیماھم۔ فرمایا قلب بھی اخلاص سے منور ہیں اور صحابہ کے چہرے بھی نورانیت والے ہیں اس پر گواہی رب العزت دے رہے ہیں۔ صحابہ کرام آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے والے تھے۔ جنگ تبوک میں پکی فصل کو چھوڑ کر دشمن کے مقابلہ کے لیے چل پڑے ہزاروں میلوں کا سفر موت کا خطرہ تھا لیکن وہ اللہ رب العزت کے حکم کو سب حکموں پر غالب سمجھتے تھے۔

ذالک مثلھم فی التوراۃ۔ صحابہؓ کی صفات کاملہ اور اس اعلیٰ جماعت کا ذکر اللہ رب العزت نے کئی سو سال پہلے اپنی آسمانی کتابوں میں پہلی امتوں کے اندر ذکر فرما دیا تھا کہ میرا آخری رسول بھی اعلیٰ صفات والا ہوگا اور اس کی جماعت صحابہ بھی اعلیٰ صفات والی ہوگی۔

کزرع اخرج شطاہ۔ مثال دیکر اللہ رب العزت نے صحابہؓ کی شان کو بیان فرمایا کہ وہ اس کھیتی کے مانند تھے جس کے خوشے نمودار ہو جائیں اور خوشوں کی مانند پکنے کے قریب تھے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ سے خوش تھے۔ لیکن کافر صحابہ کرام کی ترقی سے ناراض تھے اسی واسطے علماء محققین اس آیت سے یہ استنباط کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کا منکر اور بغض رکھنے والا کافر ہے۔ حضرت بلالؓ جس کو ابتداء اسلام میں گلیوں میں گھسیٹا جاتا تھا۔ فتح مکہ کے وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خانہ کعبہ پر چڑھ کر اذان دینے کا حکم فرمایا کافر اس دن غصہ میں جل رہے تھے اور کہتے تھے کاش کہ آج ہم یہ دن نہ دیکھتے۔ اس تمام رکوع میں اللہ رب العزت جل شانہ نے اپنے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی شان اور ان کے ثمرہ کو بیان فرمایا۔ اللہ رب العزت ہمیں ان کی محبت اور نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین، ثم آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

مشاہداتِ حجاز مقدس



انسانی حقوق کے تمام چارٹر حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبۃ الوداع اور اسلام کے تصوّر مساوات کی خوشہ چینی ہے

یورپ اور شام کے گورے انسانوں کے دوش بدوش افریقی کالے انسانوں کی صف بندی اور اتحاد کا ایمان افروز منظر

مجاہد الحسینی

قسط نمبر (۷)

سفر حج کے سلسلہ میں حکومت سعودیہ کے انتظامات کی بابت تاثرات ظاہر کرنے کے لیے مسجد النمرہ میں دنیا کے مختلف حج وفود کے رہنماؤں کا ایک خصوصی اجلاس طلب کیا گیا تھا۔ تاکہ ان کے تاثرات میدان عرفات سے براہ راست نشر ہونے والے پروگرام میں شامل کیے جا سکیں۔ چنانچہ پاکستان کے صحافتی وفد کے قائد مولانا محمد سعید آف پاکستان ٹائمز مسجد النمرہ کے اجلاس میں شریک ہوئے۔ پاکستانی صحافی کو نہایت اعزاز و اکرام کا مقام عطا فرمایا۔ اور مولانا محمد سعید کی نشست پہلی صف میں مخصوص کی گئی ——— مملکت سعودیہ کے فرمانروا جلالۃ الملک فیصل (حفظ اللہ و نصرہ) اور دیگر عمائدینِ مملکت بھی اس اجلاس میں شریک ہونے والے تھے۔

جدہ ریڈیو سے تقریر کرتے ہوئے مولانا محمد سعید نے پہلے خطبہ مسنونہ پڑھا اور پھر انگریزی زبان میں ایسی فاضلانہ تقریر کی کہ ان کی خطابت کی دھاک بیٹھ گئی۔

آپ نے حج کی عظمت، فضیلت اور حکمت بیان کرتے ہوئے بین الاسلامی اتحاد کی ضرورت واضح کی اور دنیائے اسلام کو پیش آمدہ مسائل سے عہدہ برآ ہونے کے لیے حج کا روح پرور پیغام پیش کیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں کہا کہ دنیا بھر کے مسلمان آج بھی اگر بنیان مرصوص نہیں بنتے ہیں اور وحدت اسلامی کے رشتہ میں منسلک نہیں ہوتے ہیں تو ذلت و خواری کے عذاب سے انہیں کوئی نجات نہیں دلا سکتا۔

مولانا محمد سعید نے پاکستان کے مسائل کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ دشمنانِ اسلام نے ایک سازش کے ذریعے مملکتِ اسلامیہ پاکستان کا ایک بازو مشرقی پاکستان ہم سے جدا کر دیا ہے۔ اور ہمارے نوّے ہزار فرزندانِ اسلام کو بھارت نے اپنے ظالمانہ شکنجے میں جکڑ رکھا ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں سے جو اس مقدس مقام پر فریضۂ حج ادا کرنے کے لیے موجود ہیں میری خصوصی درخواست ہے کہ وہ مشرقی پاکستان کے پاکستان کے ساتھ دوبارہ الحاق جنگی قیدیوں کی رہائی، پاکستان کے استحکام و ترقی، اور ملت اسلامیہ کی فلاح و کامرانی کے لیے خلوصِ دل، توجہ اور حضوری کے عالم میں دعائیں کریں۔

● مسجد النمرہ

یہ مسجد خاص اس مقام پر تعمیر ہوئی ہے جہاں حجۃ الوداع کے موقعہ پر حضور رحمۃ للعالمین، پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار ہو کر تشریف لائے تھے اور تاریخ اسلام کا وہ معرکہ آراء تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا تھا جس نے تاریخِ انسانیت میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا اور وہ حقوقِ انسانی کا دائمی منشور اور چارٹر کہلایا۔

آج دنیا میں انسانی فلاح و بہبود اور انسانی عظمت و ترقی کے سلسلہ میں جتنے بھی منشور اور چارٹر مرتب ہوتے ہیں خواہ اقوام متحدہ کا ادارہ اسے مرتب کرے یا دنیا کی کوئی بھی بڑی سے بڑی طاقت ——— یہ سب حضور نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس منشور اور آپ کے اسی پیغام کے خوشہ چیں ہیں جو آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات کے تاریخی خطبے میں اقوام عالم اور دنیائے انسانیت کے لیے ارشاد فرمایا تھا۔

● انسانیت کا تاریخی منشور

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ تاریخی خطبہ پیش کر دیا جائے جو حضورؐ کے "خطبۃ الوداع" کے عنوان سے تاریخ عالم میں ہمیشہ ہمیشہ درخشندہ و تابندہ رہے گا۔ حضور کا ارشاد گرامی ہے۔

سرورِ کائنات حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ حجۃ الوداع

تمام تعریفیں صرف اللہ ہی کے لیے سزاوار ہیں۔ ہم اسی کی ثنا کرتے ہیں۔ اسی سے مدد چاہتے ہیں، اسی سے توبہ استغفار کرتے ہیں۔ ہم نفسوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اسی کی پناہ مانگتے ہیں جسے حق تعالیٰ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بالکل یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے اللہ کے بندو! میں تم کو تاکید کرتا ہوں کہ تم اس کی اطاعت کرو۔ میں نیکی سے ابتدا کرتا ہوں اس کے بعد اے لوگو! میری بات غور سے سنو! میں تم کو صاف صاف بتاتا ہوں کہ اس جگہ تم سے میری ملاقات نہ ہو سکے، اے لوگو! تمہارے خون اور تمہارے مال آپس میں ایک دوسرے کے لیے حرام ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے رب سے جا ملو، یہ اسی طرح سے حرام ہیں جس طرح سے یہ دن، تمہارا یہ شہر اور تمہارا یہ مہینہ بزرگ ہیں۔ دیکھو میں نے حق تبلیغ ادا کر دیا۔ اے اللہ تو بھی گواہ رہ۔ جس کے پاس جس کی کوئی امانت ہو اسے اس کے مالک کو پہنچا دے۔ جاہلیت کا تمام سودی کاروبار آج سے ممنوع قرار پا گیا اور سب سے پہلے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کی سودی رقم کو معاف کرتا ہوں اور جاہلیت کے تمام خون معاف کیے جاتے ہیں۔ اور سب سے پہلے میں عامر بن ربیعہ بن حارث کا خون معاف کرتا ہوں، اور سوائے خانہ کعبہ کی نگرانی و حفاظت کے اور حاجیوں کو زمزم پلانے کے تمام مفاخر اور باعث غرور عہدے آج سے

ختم کیے جاتے ہیں۔ جان بوجھ کر قتل کرنے کا بدلہ لیا جائے گا۔ مشابہ قتل عمد وہ ہے۔ جو لاٹھی یا پتھر سے عمل میں آیا ہو۔ اس کا بدلہ سو اونٹ مقرر کیے جاتے ہیں اس سے زیادہ جو طلب کرے گا وہ جاہلیت سے شمار ہوگا۔ اے لوگو! شیطان اس بات سے تو ناامید ہو چکا ہے کہ اس زمین میں اس کی پوجا کی جائے۔ لیکن اس پر راضی اور خوش ہے کہ پوجا کے علاوہ دیگر گناہوں میں اس کی اطاعت کی جائے گی۔ اے لوگو! مہینوں کو اپنی جگہ سے بدلنا کفر میں زیادتی کرنا ہے۔ کافر اس سے گمراہ ہوتے ہیں۔ ایک سال اسے حلال ٹھہراتے اور دوسرے سال حرام، تاکہ اس طرح وہ گنتی پوری کرلیں جو اللہ نے مقرر کی ہے۔ بے شک زمانہ گھوم پھر کر اسی جگہ آگیا ہے جہاں سے پیدائش کائنات کی ابتدا ہوئی تھی۔ مہینوں کی گنتی اللہ کے ہاں بارہ مہینے ہے یہ اللہ کی کتاب لوح میں محفوظ ہے۔ جب سے اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ تین متواتر آتے۔ ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم اور ایک علیحدہ ہے یعنی رجب، جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ۔ میں نے تمہیں خبردار کر دیا۔ اے اللہ تو بھی گواہ رہ، اے لوگو! تم پر عورتوں کے اور عورتوں پر تمہارے حقوق یہ ہیں کہ عورتیں تمہارے بستروں پر کسی دوسرے کو سونے نہ دیں اور تمہاری اجازت کے بغیر ایسے لوگوں کو گھروں میں نہ آنے دیں جنہیں تم پسند نہیں کرتے اور وہ بے حیائی کی باتیں نہ کریں۔ اگر عورتیں ایسا کریں تو تم ان کو جدا کر سکتے ہو۔ اور الگ سُلا سکتے ہو اور ایسی مار بھی مار سکتے ہو، جو سخت نہ ہو۔ پس اگر وہ باز آجائیں اور تمہاری تابعداری کریں تو تمہارے اوپر ان کے یہ حقوق ہیں کہ ان کو خوراک اور پوشاک اچھی طرح دو۔ اور تمہارے پاس عورتیں مجبور ہیں جو خود کچھ نہیں کر سکتی ہیں۔ تم ان کو اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کر سکتے ہو۔ اسی کے نام پر تم نے ان کو اپنے لیے جائز کیا چنانچہ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور ان کے لیے بھلائی سوچا کرو۔ لوگو! میں نے تبلیغ کر دی اے اللہ تو بھی گواہ رہ۔ اے لوگو! سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کسی مسلمان کے واسطے اپنے بھائی کا مال اس کی مرضی کے بغیر لینا جائز نہیں ہے۔ دیکھو میں نے تبلیغ کر دی ہے اے اللہ تو گواہ رہے لوگو! میرے بعد تم کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ میں تمہارے لیے ایسی چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اس پر عمل کیا اور مضبوطی سے پکڑے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے وہ چیز اللہ کی کتاب (یعنی قرآن) ہے خبردار! میں نے تبلیغ کر دی اے اللہ تو گواہ رہ ـــ اے لوگو! تمہارا پروردگار تنہا ہے۔ تم سب کا باپ بھی ایک ہی ہے۔ تم سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدمؑ مٹی کا پتلا تھے۔ بے شک اللہ کے نزدیک برگزیدہ تم میں سے وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ عربی کو عجمی پر کوئی بزرگی اور فضیلت نہیں۔ ہاں مگر صرف تقویٰ اور پرہیزگاری کے طفیل لوگو! میں نے تبلیغ کر دی، اے اللہ تو گواہ رہ ـــ لوگو! عنقریب اللہ تم سے میری بابت پوچھے گا تو تم کیا جواب دو گے؟

سب نے جواب میں کہا۔ ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے حق تعالیٰ کی باتیں ہم تک پہنچا دیں اور رسالت کا حق ادا کر دیا۔ امت کو نصیحت کرنے میں کوئی فروگذاشت نہیں فرمائی۔ تمام پردے اٹھا دیے اور امانت الٰہی کو ٹھیک ٹھیک پہنچا دیا۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

اے اللہ! تو گواہ رہ ـــ اے اللہ تو گواہ رہ ـــ اے اللہ تو گواہ رہ۔

● مسجد نمرہ میں خطبہ اور نمازیں

زوال کے بعد ظہر کے وقت امام کا خطبہ سننے اور ظہر و عصر ادا کرنے کے لیے حجاج کرام مسجد النمرہ میں جاتے ہیں۔ یہ مسجد پہلے چھوٹی سی تھی اب اس کی تعمیر نو شروع کی ہے اگرچہ یہ مسجد وسیع و عریض بنیادوں پر تعمیر کی جا رہی ہے۔ مگر حجاج کی کثرت کے اعتبار سے پھر بھی ناکافی ہے۔

حسب پروگرام ہم بھی دیگر حجاج کے ساتھ اپنے اپنے سجادہ (جائے نماز) لیے مسجد النمرہ کی طرف روانہ ہوئے مسجد کے تمام حصے نمازیوں سے پر ہو چکے تھے اور باہر میدان میں دور دور تک نمازیوں کی لمبی لمبی صفیں تیار ہو رہی تھیں۔ ظاہر بات ہے کہ لاکھوں حجاج کرام کسی طور پہ مسجد کے اندر نہیں سما سکتے۔ ہر شخص جس مقام پہ جگہ ملتی شریک جماعت ہو جاتا۔ نمازیوں کی یہ صفیں دیکھ کر بے ساختہ یہ شعر یاد آگیا۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

میدان عرفات میں باجماعت نماز ادا کرنے کا یہ منظر واقعی اس شعر کا مصداق تھا۔ کیونکہ دنیا کے بڑے حکمران اور بادشاہ، امیر اور غریب، کالے اور گورے سب یکساں لباس میں ایک ہی امام کے پیچھے صف بستہ "مساوات اسلامی" کا مظاہرہ کر رہے تھے۔

ایک کالے حبشی دافریقی کے ساتھ بیروت اور شام کے علاقے کا گورا چٹا انسان تھا، یورپی کے ساتھ ایشیائی بیٹھا تھا خود مجھے جس مقام پر نماز ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا وہ منظر بھی دیدنی تھا میرے دائیں جانب سعودی عرب کے باشندہ کے ساتھ لبنان، بیروت اور ترکی کے حاجی تھے اور بائیں جانب افریقہ کے کالے کلوٹے حاجی حضرات صف بستہ تھے۔

امام نے خطبہ پڑھا۔ پھر نماز ظہر اور عصر اکٹھی ادا ہوئیں۔ میرے دائیں جانب کے حجاج نے "حج مبارک" کہتے ہوئے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا میں نے ان سے مصافحہ کے بعد فوری طور سے بائیں جانب کے افریقی اور حبشی حجاج سے پہلے مصافحہ کیا پھر معانقہ کیا اور سچی بات ہے کہ ان کالے کلوٹے مسلمانوں سے گلے مل کر جو سکون اور راحت نصیب ہوئی بیان سے باہر ہے ان لوگوں کو دیکھ کر ہر شخص بزبان حال سے پکار اٹھتا کہ یہ مؤذن رسولؐ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے وطن کے پیارے لوگ ہیں۔ (باقی)

★ مُساواتِ فاروقیؓ

از
حامد حسین قادری

امیر المومنین حضرت عمرؓ کے عہد میں اک دن ۔۔۔ کیا دعویٰ اُبیؓ نے آپ پر دائر عدالت میں
قضا کے منصبِ عالی پہ مامور ابنِ ثابتؓ تھے ۔۔۔ انہوں نے حاضری کا حکم بھیجا ان کی خدمت میں
ہوئے حاضر وہاں تو زیدؓ نے تعظیم دی ان کو ۔۔۔ کہا حضرت عمرؓ نے یہ نہیں جائز شریعت میں
خطا پہلے تمہاری تو یہی اے ابنِ ثابتؓ ہے ۔۔۔ کہ غفلت عدل سے کی آ گئے رعبِ خلافت میں
یہ فرما کر اُبیؓ کے پاس ہی وہ خود بھی جا بیٹھے ۔۔۔ کہ داخل تھی مساوات آپ کی عادت میں طینت میں
تھا دعویٰ بے دلیل اُن کا انہیں انکار دعویٰ سے ۔۔۔ قسم دیں ان کو یہ سوچا اُبیؓ نے ایسی صورت میں
ادب ملحوظ امیر المومنین کا تھا جو قاضی کو ۔۔۔ کہا، ایسی نہ گستاخی کرو حضرت کی خدمت میں
جبینِ عدلِ فاروقی پہ بل پڑنے لگے فوراً ۔۔۔ کہا، اے زید تم حق پر نہیں ہو اک رعایت میں
قسم دیتے نہیں منکر کو اس کا تم کو کیا حق ہے ۔۔۔ خطا یہ دوسری سرزد ہوئی تم سے عدالت میں
تمہاری ہی ہے یہی حالت اگر بیجا حمایت کی ۔۔۔ تو اس منصب کے تم قابل نہیں ہو ایسی صورت میں

یہی وہ اسوۂ فاروق اعظمؓ ہے کہ اک عالم ۔۔۔ مثالیں اس کی سن کر غرق ہے دریائے حیرت میں
نظر ڈالو تعمق سے ذرا تاریخِ عالم پر ۔۔۔ نظیر اس کی نہیں ملتی مساوات و عدالت میں

زبانی اسلام اسلام پکارنے کے بجائے ہر شعبۂ زندگی میں اسلام عملاً نظر آنا چاہیئے

مسجدوں کی سجاوٹ نقش و نگار سے نہیں نمازیوں سے ہونی چاہیئے

(حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ)

خدا کرے کہ ہم اپنا کھویا ہوا وقار جلد بحال کر سکیں اور دشمنانِ اسلام سے انتقام لے سکیں (مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب)

مرتب: مولانا محمد عثمان غنی

مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب دامت برکاتہم نے بکمال شفقت درس قرآن و حدیث کی آٹھویں سالگرہ کے اجلاس کی سرپرستی فرمائی۔ اجلاس ۲۹ اپریل صبح ۹ بجے حسبِ پروگرام منعقد ہوا۔ حافظ قاری فیوض الرحمٰن صاحب ایم۔ اے صدر شعبہ اسلامیات گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد نے سامعین کو اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید فرمایا۔ آپ نے صحابہ کرام کی عظمتِ شان بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ صحابہؓ کی مقدس جماعت گناہوں سے محفوظ ہے۔ اگر کسی ایک آدھ سے بتقاضائے بشریت کوئی لغزش ہو بھی گئی تو اس نے فوری طور پر دربارِ رسالت مآب میں حاضر ہو کر خود اپنے اوپر گواہی دے دی۔ اور پاک کرنے کی درخواست کی۔ اس سلسلہ میں انہوں نے حضرت غامدیہ کا واقعہ بیان کیا کہ وہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاملہ ہونے کی صورت میں پیش ہوئیں اور اقبالِ جرم کے ساتھ ساتھ توبہ قبول کرنے کی التجا کی۔ حضورؐ نے وضع حمل کے بعد آنے کی بابت فرمایا۔ چنانچہ وہ پھر حاضر ہوئیں اور بچہ بغل میں تھا۔ حضورؐ نے فرمایا اس کو دودھ پلاؤ جب یہ کھانے پینے کے قابل ہوگا تو پھر آنا۔ چنانچہ دو ڈھائی سال کے بعد پھر حاضر ہوتی ہیں تو بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حد جاری فرمائی تو بعض لوگوں نے کچھ الفاظ کہے اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ غامدیہ نے جو توبہ کی ہے اس کو اگر سارے مدینے پر بھی تقسیم کیا جائے تو سب کی بخشش ہو جائے۔ ایسے ہی قدسی نفوس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں اپنی رضا کا تمغہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ دے دیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ

"صحابہ کرامؓ ہمارے محسن ہیں"

اس لیے ہمیں ان کی شان میں کوئی بھی نازیبا الفاظ نہیں کہنے چاہئیں۔

درسِ قرآن و حدیث

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہٗ نے سورۃ القصص کا آغاز فرمایا اور سورۃ النمل اور سورۃ القصص کے ربط کے بیان میں فرمایا کہ شروع شروع میں جب اسلام کا ابتدائی دور تھا تو کفار نے اہل اسلام کی بے بسی اور بے سرو سامانی کے پیش نظر ان کو حقیر جانا لیکن ایک وقت آیا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہوا اور قیصر و کسریٰ کے خزانے مسلمانوں کے قدموں میں آگرے۔ حضرت قاضی صاحب نے فرمایا کہ اس وقت بھی اہل اسلام کو مختلف آلام و مصائب کا سامنا ہے۔ خدا وہ وقت جلد لائے کہ ہم بھارت سے انتقام لے سکیں اور اپنے کھوئے ہوئے وقار کو بحال کر سکیں۔

سالانہ رپورٹ

احقر نے آٹھویں سالانہ رپورٹ پیش کی۔ درس سورۂ نمل تک ختم ہو کر سورۂ قصص تک پہنچ چکا ہے۔ تین احادیث مبارکہ پر گزشتہ سال درس ہوا۔ جن میں سے ایک حدیث یہ بھی

مَنْ اَکَلَ طَیِّبًا وَعَمِلَ فِیْ سُنَّۃٍ وَاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَہٗ دَخَلَ الْجَنَّۃَ

(حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے رزقِ حلال کھایا، سنت کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کی شرارتوں سے محفوظ رہے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

ماہنامہ "الارشاد" کیمبلپور سے حضرت قاضی صاحب کی سرپرستی میں تین سال سے شائع ہو رہا ہے۔ جس میں درس قرآن اور درسِ حدیث کے مضامین من و عن شائع ہو رہے ہیں۔

آخر میں حضرت مولانا حبیب اللہ صاحبؒ کی روح پرفتوح کو ایصالِ ثواب کی درخواست کی گئی۔

جانشین شیخ التفسیرؒ مولانا عبید اللہ انور کا خطاب

تقریب کے اختتام پر حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ اسلام دنیا میں حاکم کی حیثیت سے قائم ہونے کے لیے آیا ہے نہ محکوم کی حیثیت سے۔ آپ نے فرمایا۔ پاکستان دنیا کے نقشے پر اسلام کے نام پر ابھرا تھا۔ اس وقت ہم نے سنا تھا۔ "پاکستان کا مطلب کیا؟ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" "خون سے لیں گے، دینا پڑے گا، پاکستان"۔ "ہماری تہذیب الگ، ہمارا تمدن الگ، قوم الگ، مذہب الگ، خدا الگ، رسول الگ"۔ لیکن آج ۲۵ سال گزر جانے پر بھی نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ اسلام کو یہاں عملاً برتری حاصل نہیں ہے۔ مخالف قوتیں اسلام کو برتری دینا نہیں چاہتیں۔ ہر شخص کی زبان پر تو اسلام کا نام ہے مگر عملی دنیا میں صفر۔ اسلام ہر شعبۂ زندگی میں نظر آنا چاہیے۔

ایک پائلٹ سے ملاقات

آپ نے پی۔ آئی۔ اے کے ایک پائلٹ سے گفتگو کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ ایک بار وہ چین گیا تو اسے ماؤزے تنگ کی ریڈ بک (لال کتاب RED BOOK) پیش کی گئی۔ اس نے کہا "میں یہ نہیں لیتا۔ اس سے کہیں اچھی اور اعلیٰ تعلیمات کی حامل کتاب قرآن مجید ہمارے پاس موجود ہے جو مُنَزَّل مِنَ اللّٰہ ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں انسانیت کی رہنمائی کرتی ہے"۔ چینی افسروں نے اس سے کہا "اگر ایسا ہے تو پھر علم اور عمل میں تضاد کیوں ہے؟ ہماری یہ کتاب ۷۵ کروڑ کی آبادی کے ہر فرد کی زندگی میں رچی بسی ہوئی ہے"۔ پائلٹ کے پاس اس کا جواب نہ تھا۔ وہ نادم ہو کر سوچنے لگا کہ اول تو ہم اپنی الہامی کتاب کے الفاظ و معانی کے ادراک تک سے نابلد ہیں اور رہی تھوڑی بہت شدبد ہے بھی تو اس کا رنگ ہماری عملی زندگی میں کہیں نظر نہیں آتا۔

ڈاکٹر مالک سے ملاقات

حضرت اقدس نے سقوطِ مشرقی پاکستان سے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

تھوڑا عرصہ پہلے مشرقی پاکستان کے محبوس گورنر ڈاکٹر عبدالمطلب عبدالمالک سے ایک ملاقات کا ذکر فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ میرا خیال تھا کہ چونکہ وہ اکثر وزارتوں میں لیبر منسٹر رہ چکے ہیں اور پھر لیبر قوانین پر کتابیں بھی لکھی ہیں ہو سکتا ہے کہ کمیونسٹ ذہن رکھتے ہوں مگر جب ان سے ملاقات ہوئی تو ان کو پکا اور سچا پایا کہ ازحد مسرت ہوئی۔ ڈاکٹر مالک نے بتایا کہ وہ خواجہ ناظم الدین مرحوم سے لے کر تمام سربراہانِ مملکت سے یہ کہتے چلے آئے ہیں کہ ہندو اساتذہ مسلمان طلبہ کے کانوں میں زہر گھول رہے ہیں، ان کو اسلام سے متنفر کر رہے ہیں، اس لیے فوری طور پر نظامِ تعلیم میں بنیادی تبدیلیاں لائی جائیں مگر ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

ڈاکٹر مالک نے ہم سے کہا کہ اس بے اعتنائی کا نتیجہ عنقریب ظاہر ہو جائے گا۔ چنانچہ وہی ہوا جس کا خدشہ اس بے چارے نے ظاہر کیا تھا کہ مشرقی پاکستان کے نوجوانوں نے بنگالی نیشنلزم کے نعرے کے تحت ہندوؤں کی شہ پر اسلام کے رشتۂ اخوت کی قطعاً پروا نہ کی اور علیحدگی کی تحریک چلا کر آخر ملک کو ٹکڑے کر دیا۔ اور جو خونیں ڈرامہ کھیلا گیا اس سے آپ سب بخوبی واقف ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ ہمارے نوے ہزار جنگی قیدی جن میں نوجوان مجاہد، شہری اور عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں، بھارت کے کیمپوں میں مصائب و آلام جھیل رہے ہیں۔

حضرتِ عالی مقام نے فرمایا کہ اب بھی اگر اس غفلت شعاری سے چشم پوشی ہی برتی گئی اور ہوش نہ آئی تو باقی ماندہ ملک کے بھی حصے بخرے ہو جائیں گے۔ اسلام ہی ہماری قدرِ مشترک ہے اس لیے اسلام کو کلی طور پر ملک میں نافذ کیا جائے تاکہ عوام الناس امن کا سانس لے سکیں۔

حضرتِ اقدس نے درس کی آٹھویں سالگرہ پر خوشی کا اظہار فرمایا اور دعاؤں سے نوازا۔ آخر میں حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روحِ پُرفتوح کو ایصالِ ثواب کیا گیا۔

مسجدِ عثمانیہ میں ورودِ مسعود

عصر کی نماز حضرتِ اقدس نے مسجدِ عثمانیہ واہ کینٹ میں ادا فرمائی۔ جہاں متولی مسجد جناب شیخ عمر حیات نے حضرت کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ علمائے ربانی نے ہمیشہ حق و صداقت کا پرچم بلند رکھا ہے۔ یہ جماعت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کی علمبردار ہے۔ آج اس جماعت کے موجودہ قائد و رہنما حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم ہماری مسجد میں

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

علمائے دیوبند کی عظیم خدمات

محمد عثمان الوری کراچی

یہ شرف صرف برصغیر ہند و پاک کے علماء کو ہی حاصل ہے کہ انہوں نے ملتِ اسلامیہ کی ہر موقع پر رہبری و رہنمائی کی ہے بلکہ بذاتِ خود ہر تحریک میں قائدانہ حصہ لیا ہے اور بے مثل شجاعت و جرأت کا مظاہرہ کیا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ دہلوی نے قرآن و سنت کی روشنی میں جو مشن جاری کیا تھا اس کو کامیاب بنانے کے لیے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی، حضرت شاہ اسماعیل شہید، حضرت سید احمد شہید نے اپنی عزیز جانیں اس مشن کے لیے قربان کر دیں اور پھر طبقہ ثانی حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا ضامن شہید نے بھی اس تحریک کو پروان چڑھانے کے لیے قید و بند اور ہر قسم کے ظلم و تشدد کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ طبقہ ثالث شیخ الہند مولانا محمود الحسن، مولانا سید حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ اس مشن کے لیے جد و جہد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان حضرات کو برس ہا برس تک جیلوں میں بے پناہ مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا لیکن بفضلِ تعالیٰ ان کے پائے استقامت میں کوئی جنبش نہیں ہوئی اور نہ صرف ان حضرات کی جد و جہد برصغیر ہند و پاک کے باشندوں کے لیے سودمند ثابت ہوئی بلکہ دنیا میں ظلم و استبداد کے خاتمہ کے لیے ان حضرات کا وجودِ مسعود آزادی و نجاتِ دہندگی کا باعث بنا۔

علمائے دیوبند کی تحریکِ آزادی میں شمولیت تو اظہر من الشمس ہے جسے ہر دور کا مؤرخ خراجِ تحسین پیش کرتا رہے گا اور حریت پسند مسلمان ان حضرات پر فخر کرتے رہیں گے۔ لیکن تحریکِ پاکستان بھی درحقیقت علمائے دیوبند کی ہی جد و جہد کا ثمرہ ہے۔ چنانچہ تحریکِ پاکستان میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی، مولانا مفتی محمد شفیع کی شرکت و حمایت کا نتیجہ ہے۔ جیسے بانئ پاکستان محمد علی جناح بار بار جتلاتے رہے ہیں کہ تحریکِ پاکستان میں ان علماء نے بے مثال کارنامے سرانجام دیے ہیں اس کے علاوہ علمائے دیوبند نے جو تبلیغی، تصانیفی، تعلیمی، سیاسی خدمات سرانجام دی ہیں وہ بھی قوم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ چنانچہ اس وقت سے آج تک شرق سے غرب تک دعوتِ اسلام اور اشاعتِ دین کی خدمت کے لیے علمائے دیوبند نے اپنے آپ کو وقف کیا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں مولانا محمد الیاس دہلوی، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری، مولانا محمد علی جالندھری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد یوسف دہلوی، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا سید محمد یوسف بنوری، مولانا قاری محمد طیب، مولانا لال حسین اختر قابلِ ذکر ہیں۔ جنہوں نے مشرقِ وسطیٰ کے علاوہ مغربی ممالک اور براعظم افریقہ، برما، سیلون، جرمنی، انگلینڈ، جاپان، امریکہ تک اسلام کے عالمگیر اصولوں اور اجتماعی مسائل کا حل اسلام کی صداقت و حقانیت کے دلائل اور لوگوں کو دعوتِ اسلام کے اہم مقاصد سے روشناس کرایا۔ اس دور میں کتب و رسائل کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ جدید طرزِ تحریر اور قدیم اسلامی علوم و فنون پر علمائے دیوبند نے نمایاں طور پر کام کیا ہے۔

چنانچہ تصانیف کے سلسلہ میں ماضی میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، اور جدید دور میں قاری محمد طیب، مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا سعید احمد اکبرآبادی، مولانا شمس الحق افغانی، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا منظور احمد نعمانی جیسے اہلِ قلم حضرات ہیں جن کی کتابیں نہ صرف علماء بلکہ جدید دور کے نوجوانوں میں بھی پڑھی جاتی ہیں اور ان میں تحقیقی اصلاحی علمی مکالمات ہوتے ہیں۔ جن میں اسلام کی ضرورت دورِ حاضر میں بڑے دلنشین پیرائے میں رقم کی جاتی ہے۔ اس طرح تعلیمی سلسلے میں بھی علمائے دیوبند نے اہم رول ادا کیا ہے۔ دارالعلوم دیوبند سے اب تک تقریباً ۲۵ ہزار فاضل علماء فارغ ہو چکے ہیں۔ جو نہ صرف ہند و پاک سے تحصیلِ علم کے لیے آئے تھے۔ بلکہ چین، افغانستان، روس، جاوا، سماٹرا، انڈونیشیا، افریقہ وغیرہ کے تمام ممالک کے علماء بھی اس میں شامل ہیں اور اس وقت ہند و پاکستان میں تقریباً پانچ ہزار عربی مدارس لاکھوں طالبانِ دین کو فیضیاب کر رہے ہیں اور ہند و پاک کی یونیورسٹی اور کالجوں اسکولوں میں پروفیسرز کی اکثریت علمائے دیوبند سے متعلق ہے۔ اس طرح اصلاحِ معاشرہ اور اصلاحِ رسوم کی تربیت کے لیے مشائخ دیوبند نے جو عظیم کارنامے انجام دیے ہیں شاید دنیا اس کی مثال پیش کر سکے۔

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

کیا مسیح علیہ السلام کو سولی پر لٹکایا گیا تھا؟

حق شناس

ایک علمی اور تحقیقی مسئلہ

ناظرین کرام یہ مضمون ہمارے لیے اور عیسائیوں کے درمیان نہایت اہم اختلافی مسائل سے ہے اور جب بھی کسی پادری سے مذہبی گفتگو ہو تو وہ سب سے پہلے اسی طرح سے گفتگو شروع کیا کرتا ہے کہ دیکھیے صاحب عیسائی اور یہودی باہمی سخت عداوت کے باوجود اس بات پر متفق ہیں کہ یسوع صلیب پر مر گیا۔ اور رومی ریکارڈ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے لیکن مسیح سے چھ سو سال بعد عرب کے صحرا سے ایک شخص ظاہر ہوتا ہے اور تمام دنیا کے خلاف یہ اعلان کر دیتا ہے. وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِن شُبِّهَ لَهُم کہ مسیح علیہ السلام مصلوب و مقتول نہیں ہوا۔ کیا ایسے شخص کا قول معتبر ہو سکتا ہے۔

اے مومنو! کہہ دو کہ بےشک اس شخص کی بات حق ہے مگر افسوس کہ تمہیں اے معترضین سمجھ نہیں۔ یقیناً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جزیرۂ عرب میں امی ہونے کے باوجود تمام قوموں کے مسلّمہ کے خلاف زبردست اور مدلل دعوے ثابت کر دینا آپ کا بہت بڑا معجزہ ہے اور آپ کے صدقِ دعوے کی دلیل ہے۔

ناظرین کرام :- آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ چاروں انجیل نویسوں میں سے کوئی بھی واقعہ صلیب کا کا چشم دید گواہ نہیں کیونکہ مسیحؑ کے شاگرد اس تنگی کے وقت مسیح کو دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے (متی ۲۶ : ۵۶) اور یہ انجیل نویس تو غالباً مسیحؑ کے شاگرد بھی نہ تھے جیسے مسیح حضرات کلام مقدس کے نام موسوم کرتے ہیں۔

لہٰذا ان کا بیان محض سنا سنایا بیان ہے اور ان کی گواہی لوگوں کی روایت پر مبنی ہے علاوہ ازیں اس ایک واقعہ کے بیان کرنے میں بیس سے زاید اختلافات موجود ہیں جو اپنی ذات میں شہادت کو باطل کرنے کے لیے کافی ہیں۔

میں ناظرین کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو جج فرض کریں جن کے سامنے اولوالعزم نبیوں میں سے ایک کے قتل کا قضیہ پیش کیا جا رہا ہے، یہ قضیہ نہایت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس قتل کے ثابت ہو جانے کی صورت میں یہ بنی یہود و نصاریٰ کے نزدیک لعنتی ثابت ہو جاتے گا۔ قتل مسیحؑ کے مدعی عیسائیوں کے ہاتھ میں اس واقعہ کے کوئی عینی گواہ نہیں صرف ان چار انجیل نویسوں کے اقوال و قیاسات ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان اقوال کا بطلان ثابت کروں کیونکہ ان گواہوں کے بیانات ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ اور دنیا بھر کے محاکم میں مسلّم قانون ہے کہ جب گواہیاں ایک دوسرے کے خلاف ہوں تو وہ ساقط ہو جایا کرتی ہیں اب میں ذیل میں وہ اختلافات ذکر کرتا ہوں ملاحظہ ہو۔

پہلا اختلاف

مقام صلیب تک کس نے صلیب اٹھائی۔ یسوع نے یا شمعون نے

مرقس کہتا ہے، اور شمعون نامی ایک کرینی آدمی سکندر اور روفس کا باپ دیہات سے آتے ہوئے ادھر سے گذرا انہوں نے اسے بیگار میں پکڑا کہ اس کی صلیب اٹھائے اور وہ اسے مقام گلگتا پر لائے جس کا ترجمہ کھوپڑی کی جگہ ہے۔ مرقس کی انجیل ۱۵ / ۲۱-۲۲،

لوقا کہتا ہے: اور جب اس کو لیے جاتے تھے تو انہوں نے شمعون نامی ایک کرینی کو جو دیہات سے آتا تھا پکڑ کر صلیب اس پر رکھ دی کہ یسوع کے پیچھے پیچھے لے چلے ۲۳ / ۲۶

متی کہتا ہے جب باہر آئے تو انہیں شمعون نامی ایک کرینی آدمی ملا اسے بیگار میں پکڑا کہ اس صلیب کو اٹھائے ۲۷ / ۳۲

یوحنا کا بیان ان تینوں کے سراسر خلاف ہے کہتا ہے پس وہ یسوع کو لے گئے اور وہ اپنی صلیب آپ اٹھاتے اس جگہ تک باہر گیا جو کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے جس کا ترجمہ عبرانی میں گلگتا ہے ۱۹ / ۱۶

دوسرا اختلاف

کیا مسیحؑ نے صلیب پر لٹکنے سے پہلے سرکہ یا شراب چکھی ہے یا نہیں۔

انجیل متی کہتا ہے: اور اس جگہ جو گلگتا یعنی کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے پہنچ کر پت ملی ہوئی مے اسے پینے کو دی مگر اس نے چکھ کر پینا نہ چاہا۔ ۲۷ / ۳۳-۳۴

مرقس کہتا ہے اور مر ملی ہوئی مے اسے دینے لگے مگر اس نے نہ لی ۱۵ / ۲۳

پہلے بیان سے ظاہر ہے کہ مسیحؑ نے اس "پت ملی ہوئی مے" کو چکھا تھا مگر پھر نہ پیا۔ لیکن دوسرے بیان میں ہے کہ اس نے "مر ملی ہوئی مے" بالکل نہ لی۔

علاوہ ازیں باقی دونوں گواہ (لوقا و یوحنا) اس واقعہ کا بالکل ذکر نہیں کرتے۔

تیسرا اختلاف

صلیب پر سرکہ کا قصہ

لوقا: اس کے متعلق بالکل خاموش ہے۔

یوحنا کہتا ہے۔ اس کے بعد یسوع نے جان لیا کہ اب سب باتیں تمام ہوئیں تاکہ نوشتہ پورا ہو تو کہا کہ میں پیاسا ہوں، وہاں سرکہ سے بھرا ایک برتن رکھا گیا تھا۔ پس انہوں نے سرکہ میں بھگوئے ہوئے اسفنج کو زوفے کی شاخ پر رکھ کر اس کے منہ سے لگایا پس جب یسوع نے وہ سرکہ پیا تو کہا کہ تمام ہوا اور سر جھکا کر جان دے دی ۱۹ / ۲۸-۳۰

مرقس کہتا ہے اور تیسرے پہر کو یسوع بڑی آواز سے چلایا ..... اے میرے خدا، اے میرے خدا۔ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا جو پاس کھڑے تھے ان میں سے بعض نے یہ سن کر کہا دیکھو وہ ایلیاہ کو بلاتا ہے اور ایک نے دوڑ کر اسفنج کو سرکہ میں ڈبویا اور سرکنڈے پر رکھ کر اسے چسایا اور کہا ٹھہر جاؤ دیکھیں تو ایلیاہ اسے اتارنے آتا ہے یا نہیں ،، ۱۵ / ۳۴-۳۶

متی کہتا ہے جو وہاں کھڑے تھے ان میں سے بعض نے سن کر کہا یہ ایلیاہ کو پکارتا ہے اور فوراً ان میں سے ایک شخص دوڑا اور اسفنج لے کر سرکے میں ڈبویا اور سرکنڈے پر رکھ کر اسے چسایا مگر باقیوں نے کہا ٹھہر جاؤ، دیکھیں تو ایلیاہ اسے بچانے آتا ہے کہ نہیں۔ ۲۷ / ۴۷، ۴۹

ان تینوں گواہوں کے بیانات میں اختلاف ہے یوحنا کہتا ہے کہ یسوع نے "میں پیاسا ہوں" کہہ کر خود پینے کے لیے خواہش ظاہر کی مگر باقی دو کہتے ہیں کہ نہ اس نے پانی طلب کیا اور نہ ہی یہ کہا کہ میں پیاسا ہوں۔

پھر یوحنا کہتا ہے کہ جنہوں نے اسفنج کو مسیح کے منہ میں لگایا وہ جماعت تھی۔ متی اور مرقس کہتے ہیں کہ وہ صرف ایک شخص تھا۔

پھر مرقس اور متی میں اختلاف ہے۔ مرقس کہتا ہے کہ جس ایک شخص نے اسفنج پیش کیا تھا۔ اسی نے کہا ٹھہر جاؤ دیکھیں تو ایلیاہ اسے بچانے آتا ہے۔ متی کہتا ہے کہ یہ مقولہ اس شخص نے نہیں بلکہ باقیوں نے کہا تھا۔

چوتھا اختلاف

مسیحؑ صلیب پر کب لٹکایا گیا

متی اور لوقا صاف طور پر مسیحؑ کو صلیب پر لٹکائے جانے کا وقت بیان نہیں کرتے لیکن یوحنا کہتا ہے وہ فسح کی تیاری کا دن تھا اور چھٹے گھنٹے کے قریب تھا پھر اس نے یہودیوں سے کہا دیکھو یہ ہے تمہارا بادشاہ ..... اس پر اس نے اس کو ان کے حوالے کیا تاکہ صلیب دیا جائے۔ ۱۹ / ۱۴-۱۶

اس روایت سے ظاہر ہے کہ مسیح صلیب پر چھ بجے

کے بعد لٹکایا گیا ہے یعنی دوپہر کو۔ لیکن مرقس اس کے برعکس کہتا ہے "پھر دن چڑھا تھا جب انہوں نے اس کو صلیب پر چڑھایا" ۱۵/۲۵ عربی انجیل میں اس جگہ عبارت یوں ہے "وکانت الساعۃ الثالثۃ فصلبوہ" یعنی تین بجے کا وقت تھا جب انہوں نے مسیح کو صلیب پر چڑھایا۔ گویا ایک گواہ چھ بجے کا وقت بتاتا ہے دوسرا تین بجے کا کیا اس قسم کی گواہیوں پر اعتبار کیا جا سکتا ہے

پانچواں اختلاف

کیا دونوں چور مسیح کو طعنہ دیتے تھے یا صرف ایک۔

متی کہتا ہے اسی طرح ڈاکو بھی جو اس کے ساتھ صلیب پر چڑھائے گئے تھے وہ اس پر لعن طعن کرتے تھے ۲۷/۴۴

مرقس کہتا ہے۔ اور اس کے ساتھ صلیب پر چڑھائے گئے تھے ..... وہ اس پر لعن طعن کرتے تھے ۱۵/۳۲

تیسرا گواہ۔ لوقا۔ ان دونوں کی تکذیب کرتا ہوا کہتا ہے "پھر جو بدکار صلیب پر لٹکائے گئے تھے ان میں سے ایک اسے یوں طعنہ دینے لگا کہ کیا تو خدا سے بھی نہیں ڈرتا حالانکہ اسی سزا میں گرفتار ہے ۲۳/۳۹-۴۰

ان تینوں گواہوں کے بیانات میں صریح اختلاف ہے پہلے دو کہتے ہیں کہ دونوں ساتھی یسوع پر لعن طعن کرتے تھے تیسرا گواہ کہتا ہے بلکہ ایک طعنہ دیتا تھا اور دوسرا بریت کرتا تھا۔ چوتھا گواہ یوحنا اس بارے میں بالکل خاموش ہے۔

چھٹا اختلاف

صلیب کے وقت عورتیں کہاں تھیں اور کس قدر

یوحنا کہتا ہے کہ یسوع کی صلیب کے پاس اس کی ماں اور اس کی ماں کی بہن مریم کلوپس کی بیوی اور مریم مگدلینی کھڑی تھیں۔ ۱۹/۲۵

لوقا کہتا ہے اور اس کے سب جان پہچان اور وہ عورتیں جو گلیل سے اس کے ساتھ آئی تھیں دور کھڑی یہ باتیں دیکھ رہی تھیں۔ ۲۳/۴۹

مرقس کہتا ہے۔ کئی عورتیں دور سے دیکھ رہی تھیں ان میں مریم مگدلینی اور چھوٹے یعقوب اور یوسیس کی ماں مریم سلومے تھیں۔ ۱۵/۴۰

متی کہتا ہے وہاں بہت سی عورتیں جو گلیل سے یسوع کے پیچھے پیچھے اس کی خدمت کرتی ہوئی آئی تھیں دور سے دیکھ رہی تھیں ان میں مریم مگدلینی تھی اور یعقوب اور یوسیس کی ماں مریم اور زبدی کے بیٹوں کی ماں۔ ۲۷/۵۵-۵۶

یوحنا کے بیان سے ظاہر ہے کہ عورتیں "صلیب کے پاس" تھیں اور باقی تینوں کی گواہی ہے کہ وہ دور سے دیکھ رہی تھیں" عجیب یہ ہے کہ یسوع کی والدہ مریم کا ذکر صرف یوحنا کرتا ہے اور باقی بالکل ساکت ہیں پھر مریم مگدلینی یوحنا کے قول کے مطابق یسوع کی صلیب کے پاس تھی اور باقیوں کے نزدیک دور سے دیکھ رہی تھی۔ اور ان دونوں بیانوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے پھر بیانات عورتوں کی تعداد کے متعلق بھی مختلف ہیں۔ تین تھیں، چار تھیں یا بہت سی عورتیں تھیں۔

ساتواں اختلاف

کیا اس وقت ساری دنیا پہ اندھیرا چھا گیا تھا

متی کا بیان ہے "اور دوپہر سے لے کر تیسرے پہر تک تمام ملک میں یا ساری زمین میں اندھیرا چھایا رہا" ۲۷/۴۵ (نسخہ یہ عبارت مشن سٹیم پریس لدھیانہ کی مطبوعہ بائبل ۱۹۰۸ء میں حاشیہ پر درج ہے اور عربی انجیل میں صرف "علی کل الارض" کے الفاظ ہیں۔ ایم ایمن)

مرقس کہتا ہے جب دوپہر ہوئی تو تمام ملک میں یا ساری زمین پر اندھیرا چھا گیا اور تیسرے پہر تک رہا۔ ۱۵/۳۳

لوقا کہتا ہے۔ پھر دوپہر کے قریب سے تیسرے پہر تک تمام ملک میں ساری زمین پر اندھیرا چھایا رہا ۲۳/۴۴

یہ تین گواہوں کے بیانات ہیں اور چوتھا گواہ یوحنا اس بارے میں بالکل خاموش ہے اور یوحنا کی خاموشی قابل تعجب ہے کیونکہ یہ بالکل غیر معقول ہے کہ یوحنا جیسا غالی اور مبالغہ کرنے والا ایسے جلیل الشان معجزہ پر خاموشی اختیار کرے پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ان تینوں سادہ لوح گواہوں کو کس نے بتایا کہ اندھیرا ساری دنیا پر چھا گیا تھا ان کا یہ بیان صاف بتا رہا ہے کہ یہ لوگ نہایت سادہ لوح اور بغایت درجہ کم علم تھے یہاں تک کہ اپنے گاؤں کو ہی "ساری دنیا" خیال کرتے تھے اور یہ بھی اس صورت میں صحیح ہوگا جب یہ ثابت ہو جائے کہ اس وقت یروشلم میں اندھیرا تھا مگر افسوس کہ تاریخ ان کے بیان کی بالکل تصدیق نہیں کرتی۔

آٹھواں اختلاف

مسیح کے چلانے اور ہیکل کے پھٹ جانے وغیرہ کی حقیقت

متی کہتا ہے اور تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا ایلی ایلی لما سبقتنی۔۔ پھر یسوع بڑی آواز سے چلایا اور جان دے دی۔ اور مقدس کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور زمین لرزی اور چٹانیں تڑک گئیں اور قبریں کھل گئیں۔ اور بہت سے جسم ان مقدسوں کے جو سو گئے تھے جی اٹھے" ۲۷/۴۶-۵۲

مرقس کہتا ہے کہ تیسرے پہر کو یسوع بڑی آواز سے چلایا کہ الوہی الوہی لما سبقتنی۔۔۔ پھر یسوع بڑی آواز سے چلایا اور دم دے دیا اور مقدس کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا ۱۵/۳۴-۳۸

لوقا کہتا ہے اور سورج کی روشنی جاتی رہی اور مقدس کا پردہ بیچ سے پھٹ گیا اور پھر یسوع نے بڑی آواز سے پکار کر کہا کہ اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں اور یہ کہہ کر دم دے دیا ۲۳/۴۵-۴۶

لیکن یوحنا نے ان تمام عجائبات میں سے کچھ بھی ذکر نہیں کیا اور اتنے بڑے اہم واقعات کا ضرورت کے وقت ذکر نہ کرنا یقیناً باقی گواہوں کے اقوال کی قیمت کو بھی گھٹا دیتا ہے۔ پھر ہر سہ گواہوں کے اقوال بھی باہم مختلف ہیں۔ مرقس صرف مسیح کا چلانا اور ہیکل کا اوپر سے نیچے تک پھٹ جانا ہی ذکر کرتا ہے۔ لوقا ہیکل کے پھٹ جانے کو بیان کرتا ہے مگر بیچ میں سے نہ کہ اوپر سے نیچے تک لیکن متی اسی قدر پر کفایت نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ علاوہ ازیں زمین لرزی، چٹانیں تڑک گئیں۔ قبریں کھل گئیں اور مردے زندہ ہو کر گھروں کو آ گئے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر متی کا بیان درست ہے تو باقی گواہ مجرم ہیں۔ کہ انہوں نے تاریخ کے اہم ترین حادثہ کو چھپانے کا ارتکاب کیا اور اگر ان کے بیان کو درست مانا جائے تو متی کی گواہی محض اضافہ ہو کر رہ جاتی ہے محض خیال اور وہم تھا ورنہ حقیقت میں کچھ بھی واقع نہیں ہوا تھا۔ اور از روئے تاریخ موخر الذکر کی صورت ہی درست ہے اندریں صورت باہمی تناقض اختلاف اور غلط بیانی کے باعث تینوں شہادتیں ساقط ہو گئیں۔

نواں اختلاف

یسوع کا چلانا پہلے تھا یا مقدس کے پردہ کا پھٹنا پہلے۔

مندرجہ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ متی اور مرقس کی روایت کے مطابق مسیح صلیب پر دو مرتبہ چلایا لیکن لوقا صرف ایک دفعہ چلانے کا ذکر کرتا ہے۔ پہلے دونوں کہتے ہیں کہ مسیح نے صلیب پر "ایلی ایلی لما سبقتنی" کہا تھا اور لوقا اس قول کا ذکر نہیں کرتا اور یوحنا تو ساری ہی روایات کو حذف کر دیتا ہے۔ پھر تینوں گواہ دوسری مرتبہ چلانے کا ذکر کرتے ہیں اور لوقا کہتا ہے کہ اس وقت یسوع نے کہا" اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں لیکن باقی دو اس کا ذکر نہیں کرتے اس کے علاوہ راویوں میں یہ بھی اختلاف ہے کہ مسیح کا دوسری مرتبہ چلانا اور جان سپرد کر دینا پہلے تھا یا مقدس کے پردہ کا پھٹنا پہلے۔ لوقا کی روایت سے ظاہر ہے کہ مقدس کا پردہ پہلے پھٹا اور اس کے بعد چلانا واقع ہوا متی اور مرقس کہتے ہیں کہ مقدس کا پردہ مسیح کے چلانے بلکہ جان دینے کے بعد پھٹا تھا۔

دسواں اختلاف

صوبہ دار کی گواہی کا قصہ

لوقا۔ مقدس کے پردہ کے بعد کہتا ہے یہ ماجرا دیکھ کر صوبہ دار نے خدا کی بڑائی کی اور کہا بیشک یہ آدمی راستباز تھا۔" ۲۳/۴۷

مرقس کہتا ہے اور صوبہ دار اس کے سامنے کھڑا تھا اس نے اسے یوں دم دیتے ہوئے دیکھ کر کہا کہ یہ آدمی بیشک خدا کا بیٹا تھا۔ ۱۵/۳۹

متی کہتا ہے پس صوبہ دار اور جو اس کے ساتھ یسوع کی نگہبانی کرتے تھے۔ بھونچال اور تمام ماجرا دیکھ کر بہت ہی ڈرے اور بولے کہ بیشک یہ خدا کا بیٹا تھا۔ ۲۷/۵۴

یہ بیانات صوبہ دار کی گواہی سے متعلق تین گواہوں کے ہیں چوتھا گواہ یوحنا اس سارے قصہ کو غیر صحیح سمجھ کر اس کے ذکر سے پہلو تہی کرتا ہے پس اول تو یوحنا کا سکوت قابل تعجب ہے دوسرے بیانات مذکورہ میں بھی متعدد اختلافات موجود ہیں۔

(باقی آئندہ)

فاران کس پہاڑی چوٹی کا نام ہے؟

ایک علمی و تحقیقی مسئلہ

(ابوالعلا چشتی (حاجی لق لق؟))

ہیں نے علی گڑھ کے بانی سرسید احمد خاں مرحوم کے رسالہ "الہامی بشارتیں" کے حوالہ سے حضرت موسیٰ اور حضرت حبقوق کی ان بشارتوں کا ذکر کیا تھا جو ان پیغمبروں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے متعلق دیں اور ثابت کیا تھا کہ وادئ حجاز اور وادئ فاران ایک ہی ہیں۔ مگر اس حقیقت کے باوجود عیسائی اس کو تسلیم نہیں کرتے اور موقع فاران کی نسبت مندرجہ ذیل تین رائیں پیش کرتے ہیں:-

اوّل یہ کہ اس وسیع میدان کو جو بیر شبع کی شمالی حد سے کوہ سینا تک پھیلا ہوا ہے، فاران قرار دیتے ہیں اور اس کے حدود عموماً اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:-

حد شمالی کنعان، حد جنوبی کوہ سینا
حد غربی ملک مصر۔ حد مشرقی کوہ سعیر

اور کہتے ہیں کہ اس حد میں اور بہت سی چھوٹی چھوٹی وادیاں علیحدہ علیحدہ ناموں سے شامل ہیں۔ مثلاً شور، بیر شبع، اتیھان، سینا، سن، زن وائڈ وغیرہ

دوم یہ کہ فاران اس وادی کو کہتے ہیں۔ جو کوہ سینا کے مغربی نشیب پر واقع ہے اور جہاں بہت چھوٹی چھوٹی عمارتیں، پرانی قبریں اور مینارییں وغیرہ اب تک موجود ہیں۔ مسٹر روپر کا بیان ہے کہ اس مقام پر ایک ٹوٹا ہوا گرجا ملا۔ جو حضرت عیسیٰ کے بعد پانچویں صدی کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی ان کا قول ہے کہ چوتھی صدی میں اس مقام پر عیسائی رہتے تھے اور ایک بشپ بھی وہاں رہتا تھا۔

سوم یہ کہ فاران اور وادئ قادیش ایک ہیں۔

سرسید عیسائیوں کی ان تینوں آراء پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگرچہ یہ تینوں توجیہیں نہایت مختصر تقریر سے رفع ہو سکتی ہیں یعنی یہ کہ جب ان مقامات پر حضرت اسماعیلؑ یا ان کی اولاد کے رہنے کا کوئی نشان نہیں تو پھر وہ مقام فاران کیونکر متصور ہو سکتا ہے؟ لیکن ہم اس سے قطع نظر کرکے ان توجیہات کی جدا جدا تردید کریں گے۔

توجیہہ اوّل کی تردید: پہلی توجیہہ کا منشا یہ ہے کہ فاران ایک بہت بڑی وادی ہے اور اس میں شور، سینا وغیرہ سب داخل ہیں۔ اس توجیہہ کی تردید کے لیے توریت مقدس کی چند آیتیں نقل کر دینی کافی ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ فاران ایک مستقل اور جداگانہ وادی ہے اور وادیوں سے مل کر نہیں بنا ہے۔

۱۔ توریت کتاب چہارم باب ۱۰ آیت ۱۲ میں لکھا ہے۔ "بنی اسرائیل نے بیابان سینی سے کوچ کیا۔ اور بادل بیابان پاران میں ٹھہر گیا" پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بیابان سینی جدا بیابان ہے اور پاران جدا بیابان۔

۲۔ توریت کتاب اول باب ۱۴ آیت ۶ میں لکھا ہے کہ "الاعومر نے حواریوں کو پہاڑ سعیر میں ایل فاران تک جو صحارا کے نزدیک ہے مارا" پس یہ آیت ثابت کرتی ہے کہ سعیر جدا ہے، وادی پاران علیحدہ۔

۳۔ توریت کتاب چہارم باب ۱۲ آیت ۲۶ اور باب ۱۳ آیت ۳ میں لکھا ہے کہ "بنی اسرائیل حصیروت سے چلے گئے اور بیابان فاران میں ٹھہرے اور وہاں سے زمین کنعان کی تلاش کو سرداران قوم روانہ کیے"۔ اس سے بھی صاف ثابت ہے کہ حصیروت سے آگے فاران ان سب وادیوں سے علیحدہ وادی ہے۔

۴۔ توریت کتاب چہارم باب ۱۳ آیت ۲۵-۲۶ میں لکھا ہے کہ "وہ سردار کنعان کو دیکھ کر پھرے تو بیابان فاران میں سے قادیش میں پہنچے"۔ پس کنعان نے مراجعت کرتے وقت پہلے بیابان فاران پڑتا ہے اور پھر قادیش اور یہ بالکل ٹھیک ہے۔ کیونکہ قادیش جہاں ابراہیم نے بیر شبع بنایا اور بیابان فاران باہم پیوستہ ہیں۔ قادیش شمالی سرحد فاران پر واقع ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بیر شبع ابراہیم والا اور قادیش ایک ہیں۔ اس لیے کہ وہ قادیش میں بنایا گیا تھا اور اسحاق نے جو بیر شبع بنایا وہ علیحدہ ہے اور فلسطین کے قریب واقع ہے۔ ان دونوں بیابانوں کو علیحدہ علیحدہ خیال میں رکھنا ضروری ہے۔

یہ دونوں آیتیں توریت اور کتاب حبقوق نبی جن میں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں مندرج ہیں اور جن پر ہم بحث کر رہے ہیں۔ ان سے بھی ظاہر ہے کہ سعیر و فاران دونوں علیحدہ علیحدہ مقام ہیں۔

۵۔ کتاب اول سلاطین باب ۱۱ آیت ۱۸ میں اور اس کے ہمراہیوں کے مصر جانے کے حال میں لکھا ہے کہ "وہ مدیان سے نکلے اور فاران میں آئے اور وہاں سے آدمی ساتھ لے کر مصر کو گئے۔" مدیان وہ شہر ہے جس کو عرب میں مدین کہتے تھے۔ اور ساحل بحر قلزم پر جو حجاز کے جانب ہے، تبوک سے تخمیناً چھ منزل جانب جنوب واقع ہے اور یہ شہر عین وادئ فاران میں واقع ہے جو ٹھیک حجاز ہے۔ اس سے دو مطلب ایک حجاز اور وادئ فاران کا متحد ہونا اور دوسرے وادی فاران کا ایک مستقل جدا وادی ہونا ثابت ہوتے ہیں۔

توجیہہ دوم کی تردید

دوسری توجیہہ یہ ہے کہ پاران کوہ سینا کے مغربی نشیب میں واقع ہے۔ یہاں کھنڈرات بھی پائے گئے ہیں۔ یہ استدلال بھی صحیح نہیں۔ ہم اس بیابان کے وجود سے جو کوہ سینا کے نشیب میں واقع ہے انکار نہیں کر سکتے۔ مشرقی جغرافیہ دانوں کی تحریروں سے ثابت ہے کہ تین مقامات فاران کے نام سے مشہور ہیں۔ ایک کوہستان حجاز یعنی مکہ معظمہ۔ ابونصر بن قاسم بن فضاعۃ القضاعی الفار السکندری جو حجاز کا رہنے والا تھا وہ حجازی کے سبب سے فارانی کہلاتا تھا۔ دوسرا فاران کوہ سینا یا کوہ طور کے پاس تھا۔ اور تیسرا فاران نواح سمرقند میں تھا چنانچہ یہ تفصیل کتاب مشترک یاقوت حموی میں لکھی ہے۔

جو فاران نواح سمرقند میں تھا وہ تو بحث سے خارج ہے۔ صرف اس فاران سے بحث ہے جو کوہ سینا کے مغربی نشیب میں واقع ہے مگر اس کی نسبت اس قدر اور تحقیق باقی ہے کہ آیا اس مقام پر فاران حضرت ابراہیم کے بلکہ حضرت موسیٰ کے وقت میں تھا یا نہیں اور کیا یہ وہی وادی ہے جس کا ذکر توریت میں ہے اور جہاں بیر شبع کے بیابان میں پھرنے کے بعد حضرت اسمٰعیل اور حضرت ہاجرہ نے قیام کیا تھا؟ اور آیا یہ وہی مقام ہے جہاں اسمٰعیلؑ کی اولاد آباد ہوئی؟ ان باتوں میں سے ایک بات بھی ثابت نہیں۔ بلکہ اس کے برخلاف ثابت ہے جیسا کہ اگلی بحثوں میں بیان ہو چکا ہے۔ مگر باایں ہمہ جو دلیلیں عیسائیوں نے اس فاران کی نسبت لکھی ہیں۔ اور جس کو ریورنڈ مسٹر فاسٹر نے نہایت عمدگی اور غور سے جمع کر دیا ہے ان سب کی ہم تردید کرتے ہیں تاکہ بحث بخوبی مکمل ہو جائے۔

ریورنڈ فاسٹر کہتے ہیں کہ "توریت کتاب اول

باب ۲۵ آیت ۱۸ میں لکھا ہے کہ اسمٰعیل کی اولاد حویلاہ سے شور تک جو اشور کو جاتے وقت مصر کے برابر پڑتا ہے آبادی ہوئی"۔ اس آیت کو لکھ کر وہ کہتے ہیں کہ "اقرار خدا کا پورا ہو گیا کہ بنی اسمٰعیل شور سے حویلاہ تک یعنی عرب میں مصر کے کنارے سے دریائے فرات کے دہانے تک پھیل گئے"۔

پہلی غلطی اس مصنف کی یہ ہے کہ حویلاہ کو دریائے فرات کے دہانے پر قرار دیتے ہیں حالانکہ وہ مقام جس کا بانی حویلاہ ہے اور جس کا نام توریت کتاب اول باب ۱۰ آیت ۲۹ میں آیا ہے یمن کے قریب واقع ہے۔ چنانچہ ریورنڈ کارٹری پی کاری ایم اے کے نقشے میں اس کا نشان ۱۷ درجہ ۳۰ دقیقہ عرض شمالی اور ۲۲ درجہ ۳۰ دقیقہ طول مشرقی پر لگایا ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

دوسری غلطی اس مصنف کی یہ ہے کہ وہ شور کو عربیا بیٹریا کے مغرب میں بتاتے ہیں اور یہ صریح غلطی ہے کیونکہ شور کے بیابان سے وہ وسیع میدان بتایا جاتا ہے جو سریا کے جنوب سے مشرق تک پھیلا ہوا ہے۔

توریت کی جس آیت کا ذکر ریورنڈ فاسٹر نے کیا ہے یعنی کتاب اول باب ۲۵ آیت ۱۸۔ اس میں دو لفظ ہیں شورا شورہ اور کسی نام کے ساتھ لفظ بیابان کا نہیں۔ شور کا نام حال میں سریا ہے اور کچھ شک کا مقام نہیں ہو سکتا کہ حال کا نام اشورہ اسی سریا سے ہے۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ اسمٰعیل کی اولاد اس قطعہ زمین میں آباد ہوئی جو یمن کی شمالی سرحد سے سریا کی جنوبی سرحد تک ہے۔ اور یہی امر مطابقہ واقعہ کے بھی ہے اور توریت مقدس کے بیان کے بھی مطابق ہے۔ اسی مقام میں اسمٰعیلؑ کی اولاد کی آبادیوں کے نشان بھی ملتے ہیں، یہی ٹکڑا زمین کا حجاز کہلاتا ہے۔ اسی کا قدیم نام فاران تھا اور ہمارا یہ بیان اس بات سے اور زیادہ صحیح ہو جاتا ہے کہ مسافر وہاں سے اس سریا کو جاتا ہے تو مصر ٹھیک سامنے ہوتا ہے۔ جیسا کہ توریت مقدس میں لکھا ہے۔

ریورنڈ فاسٹر سینٹ پال کے خط سے جو انہوں نے گلیشین کے نام لکھا تھا ایک نیا نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ کوہ سینا اور ہاجرہ متحد ہیں۔ مگر یہ بھی سرتا سر غلطی ہے۔ ہم سینٹ پال کے خط کی وہ عبارت نقل کرتے ہیں اور پھر اس کا مطلب بیان کر کے ریورنڈ فاسٹر کی غلطی بتاتے ہیں۔

سینٹ پال کے خط کی عبارت یہ ہے:۔

تم جو شریعت کے تابع ہوا چاہتے ہو کیا تم نہیں سنتے کہ شریعت کیا کہتی ہے؟ یہ لکھا ہے کہ ابراہیمؑ کے دو بیٹے تھے ایک لونڈی سے دوسرا بیوی سے۔ جو لونڈی سے تھا وہ جسمانی طور پر پیدا ہوا تھا اور جو بیوی سے تھا وہ وعدہ کے طور پر پیدا ہوا۔ یہ باتیں تمثیلیں ہیں۔ اس لیے کہ وہ دو عہد ہیں۔ ایک تو سینا پہاڑ سے جس سے نرے غلام پیدا ہوتے ہیں اور یہ ہاجرہ ہے کیونکہ ہاجرہ عرب کا کوہ سینا اور یہاں کے یروشلم کا جواب ہے جو اپنے لڑکوں کے ساتھ غلامی میں ہے پر اوپر کی یروشلم آزاد ہے سو یہی ہم سب کی ماں ہے"۔

(نامہ سینٹ پال بنام گلیشین باب ۴ آیت ۲۱ لغایت ۲۶)

اس مقام پر جو یہ لفظ آیا ہے کہ "یہ ہاجرہ ہے" اس سے اس بات پر کہ کوہ سینا اور ہاجرہ ایک ہے استدلال نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس مقام پر امر مذکور بیان نہیں ہوا بلکہ سارا بیان بطور تمثیل کے ہے۔

بقیہ: سالانہ رپورٹ

رونق افروز ہیں۔

حضرت مدظلہ نے مسجد کی سادہ سی عمارت کو دیکھ کر فرمایا کہ ظاہری زیب و زینت کوئی شے نہیں ہے۔ اصل مقصود یہ ہے کہ مساجد کو سجدوں اور ذکر اللہ سے آباد کیا جائے۔ آپ نے اپنی مسجد کا ذکر فرمایا۔ کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دیواروں پر نقش و نگار سے منع کیا اور سادگی پسند فرمائی تھی اور ارشاد فرمایا کہ نماز میں آنکھیں بند کرنے کا حکم نہیں ہے۔ اگر کسی نمازی کی نظر نقش و نگار پر پڑ گئی تو وہ نماز کی حالت میں اُسی نقش و نگار میں ہی کھو جائے گا اور نماز میں خلل واقع ہو گا۔

حضرت نے فرمایا کہ ہم اس کے خلاف نہیں ہیں کہ مسجدوں کو دیدہ زیب نہ بنایا جائے یا ان کے فرش چپس وغیرہ کے نہ بنائے جائیں۔ جہاں اتنا اتنا روپیہ ذاتی مکانات اور کوٹھیوں پر ضائع ہوتا ہے وہاں اگر مساجد پر بھی خرچ کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ مکان تو عالیشان ہو اور مکین کوئی نہ ہو، مسجد تو عمدہ ہو مگر نمازی ندارد ؎

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

لاہور کی بادشاہی مسجد اور نمازی

حضرتِ اقدس نے اس سلسلہ میں لاہور کی عالمگیری (بادشاہی) مسجد کا ایک واقعہ سنایا۔ کہ ایک مرتبہ آپ کو اپنے بچوں عزیزی محمد اجمل سلمہٗ اور عزیزی محمد اکمل سلمہٗ کے ہمراہ وہاں نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا تو عجیب بات دیکھی کہ اتنی بڑی مسجد میں صرف تین نمازی جن میں سے ایک، تو اس وقت کے مقررہ امام صاحب تھے جو کہیں سے سائیکل پر آتے تھے، دوسرے اُسی مسجد کے مؤذن اور تیسرا کوئی خادم یا چپڑاسی وغیرہ تھا۔ حضرتِ اقدس نے فرمایا کہ اس مسجد کو عالم اسلامی میں تیسری بڑی مسجد کی حیثیت حاصل ہے مگر مسلمانوں کی بے اعتنائی کا یہ عالم ہے کہ نماز کی طرف رجوع ہی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اگر مسجد سادہ ہو اور اس کو سجدوں سے آباد کرنے والے اور ذکرِ الٰہی بلند کرنے والے آتے ہوں تو وہ باوجود اپنی سادگی کے بھی عظیم ہے۔

بقیہ: علمائے دیوبند

صرف حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے تربیت اخلاق سے متعلقین کی تعداد تیس لاکھ ہے جو نہ صرف ہند و پاک میں نیکی و بھلائی، خیر و برکت، فلاح و بہبود، تعمیر سیرت و کردار کے لیے شب و روز مصروف عمل ہیں اور ہر طبقۂ فکر، حکام و عوام، امیر و غریب جاہل و عالم۔ اسلام کی دعوت کا عظیم فریضہ انجام دے رہے ہیں بلکہ دیگر ممالک میں بھی بکثرت ان حضرات کے متوسلین اشاعت اسلام کے لیے جد و جہد کر رہے ہیں۔

بقیہ:۔ اداریہ

تعلق خاطر ہٹا کر مرزا غلام احمد کے ساتھ جوڑنے کی ناپاک کوششوں میں مصروف ہیں اور اکھنڈ بھارت قائم کرنے کے لیے جہاد کے خلاف تحریک چلا رہے ہیں۔ مرزا غلام احمد کا ایک شعر ملاحظہ فرمایئے ؎

اب چھوڑ دو! اے مومنو! جہاد کا خیال
دین کے لیے حرام ہے جہاد اور قتال

ارباب حکومت کی طرف سے فکری و نظری اعتبار سے بعض ناموزوں نظریات پر پابندی عائد کی جاتی ہے وہ دین کے لیے جہاد کو حرام قرار دینے والوں کو خلاف قانون قرار کیوں نہیں دیتے اور ان کا یہ لٹریچر ضبط کیوں نہیں کرتے۔؟

خدام الدین کا تازہ پرچہ

ڈیرہ نواب صاحب: احمد پور شرقیہ بہاولپور میں سراج الدین سے حاصل کریں۔

ضلع کیمبل پور میں
محمد سعید الرحمٰن علوی سے حاصل کریں۔

سکھر میں
حسینی بک ڈپو نزد گھنٹہ گھر سکھر سے حاصل کریں

اسلام کی اقتصادیات

(از: پروفیسر عبدالقیوم صاحب ندوی)

اسلام کا اقتصادی نظام اس قدر جامع اور مکمل ہے جس کی پابندی کر کے دنیا سے غربت، فقر و افلاس اور جہالت جیسی مہلک اور خطرناک مصیبتوں کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے اور دنیا خوشحالی، فارغ البالی اور امن و امان سے دوچار ہو سکتی ہے جس طرح صحابہؓ تابعینؒ اور ان کے بعد کے بہترین زمانوں میں امن اور چین کا دور دورہ ایک عرصہ دراز تک رہ چکا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے خود حلال روزی کمائی اور دوسرے کو موقع دیا محنت کی، اللہ پر بھروسہ کیا۔ قیامت کے دن اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔

حلال و حرام

اسلام پیداوار کے اضافے اور معیشت کے ہمہ جہتی فروغ کی پالیسی اختیار کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی شرط لگاتا ہے کہ آمدنی جائز ذرائع سے حاصل کی جائے، ہر نفع کو جو حرام ذرائع سے حاصل ہو دوزخ کی آگ قرار دیتا ہے فرمایا:

اے لوگو جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے حلال اور پاک چیزیں کھاؤ۔

"بہترین عمل روزی کمانا ہے۔" (المدینۃ والاسلام)

حلال روزی طلب کرنا ایسا ہے جیسے خدا کی راہ میں بہادری سے لڑنا اور جو شخص حلال روزی حاصل کرنے کی کوشش میں ہی تھک کر رات کو سو جائے تو خدا اس سے راضی ہے (المدینۃ والاسلام) اور حرام سے کمائی ہوئی روزی کے متعلق فرمایا:

"حرام روزی سے پرورش پایا ہوا گوشت اس کا زیادہ مستحق ہے کہ آگ میں ڈالا جائے۔"

حرمتِ سود

اسلام کے بنیادی معاشی اصولوں میں سے ایک حرمت سود ہے جو معاشی ظلم کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اسلام نے سود کو اس کی ہر شکل میں حرام قرار دیا ہے۔ سود مفرد ہو یا مرکب، ذاتی قرضوں پر لیا جائے یا تجارتی اور پیداواری قرضوں پر حرام ہے اور اس کے لینے والے کو خدا اور اس کے رسولؐ کے خلاف اعلانِ جنگ قرار دیا ہے قرآن پاک میں ہے۔

اے ایمان والو! سود کے کئی کئی حصے بڑھا چڑھا کر نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والوں پر، سود کا کاغذ لکھنے والے پر اور سود کے گواہوں پر لعنت بھیجی ہے اور ان سب کو برابر قرار دیا ہے۔[۳۵] اسلام میں سود کی ممانعت محض اخلاقی بنیادوں پر ہی نہیں بلکہ اس کے خطرناک اقتصادی، سماجی اور سیاسی مضرات کی بنا پر بھی ہے۔ سود کی لعنت متعدد قدیم معاشروں کی تباہی کا باعث بنی ہے اور آج بھی جدید سرمایہ دارانہ معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہی ہے۔

تجارتی اخلاقیات

اسلام نے تجارتی اخلاقیات کا ایک ضابطہ پیش کیا ہے تاکہ اہلِ تجارت اس کا اتباع کریں۔ یہ ضابطۂ اخلاق تجارتی لین دین میں دیانت داری اور خدا ترسی کے جذبات کو فروغ دیتا ہے۔ تجارت کے معاملہ میں قرآن کی اصولی ہدایت یہ ہے کہ:-

اے ایمان والو! اپنے اموال کو آپس میں باطل کی راہ سے نہ کھاؤ بلکہ باہمی رضامندی کے ساتھ تجارت کی راہ سے نفع حاصل کرو۔

تجارت میں امانت و دیانت کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ امانت دار تاجروں کا حشر صدیقوں شہیدوں کے ساتھ ہوگا (ترمذی) مختصراً اسلام کے اصولِ تجارت حسب ذیل ہیں:-

(ا) باہمی رضامندی (ب) دیانت (ج) جائز اور مباح کی تجارت، وہ تمام اشیاء جن کا استعمال معصیت کی تعریف میں آتا ہے یعنی شراب، بت، اصنام، خنزیر وغیرہ ان کی تجارت بھی اسلام میں ممنوع ہے۔ (د) ذخیرہ اندوزی اور احتکار کو اسلام نے سختی سے منع کیا اور ایسا کرنے والے پر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے (مسند صنہ ۹۱)

(ہ) جوا اور سٹہ وغیرہ کی ممانعت

اسلام نے تجارت کی وہ تمام شکلیں بھی بند کر دی ہیں جن میں کسی دوسرے سے ناجائز فائدہ اٹھایا جا رہا ہو یا جن میں مناسب محنت کے بغیر دولت ہاتھ آ رہی ہو یہی وجہ ہے کہ سٹہ، لاٹری اور جوئے کی ساری صورتیں اسلام میں ممنوع ہیں۔

(و) اہل تجارت کا ذاتی اخلاق

اسلام کی تعلیمات کے مطالعے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ تجارت میں اعلیٰ اخلاقی کردار ہونا چاہیے "تاکہ وہ تجارت کا حق ادا کر سکیں۔ اور اسلام کے سچے سفیر بن سکیں۔ معاش اور اخلاق میں بھی وہ حسین توازن ہے جو اسلام کے معاشی نظام کا امتیاز ہے۔

اسراف کی بندش

طلبِ حلال کے ساتھ ساتھ اسلام انسان کو جائز مصارف پر دولت خرچ کرنے کی ترغیب بھی دیتا ہے لیکن اسراف سے روکتا ہے۔ قرآن نے فرمایا:

کھاؤ پیو مگر اسراف نہ کرو۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو جائز ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے محنت کرتا ہے وہ اللہ کی راہ میں کام کرتا ہے اور جو شخص آن بان دکھانے کے لیے دولت کماتا ہے وہ شیطان کی راہ میں کام کرتا ہے۔

ارتکازِ دولت

اسلام نے دولت کے ارتکاز (ایک یا چند مقامات پر اس کا جمع ہونا) کو بھی پسند نہیں کیا ہے اور اس بات کا انتظام کیا ہے کہ مختلف معاشرتی، ادارتی، قانونی اور اخلاقی تدابیر سے دولت کی تقسیم زیادہ سے زیادہ منصفانہ ہو اور پورے معاشرے میں گردش کرے۔

ایسا نہ ہو کہ یہ (مال و دولت، تمہارے دولت مند طبقے) میں ہی گردش کرتا ہے

اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق اچھا مال ان لوگوں میں تقسیم کرو جن کا حق مقرر کیا گیا ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ دولت کی تقسیم کے لیے مندرجہ ذیل صورتیں تجویز کی گئی ہیں۔ پھر زکوٰۃ دولت کی تقسیم میں غیر فطری عدم مساوات کو ختم کرنے کا ایک ذریعہ ہے اس کے ذریعے امیروں کی دولت غریبوں کی طرف منتقل ہوتی ہے۔ معاشی بحران کے جس چکر میں سرمایہ دارانہ دنیا گرفتار ہے اس کے دور کرنے میں بھی زکوٰۃ بڑی مفید و معاون ہو سکتی ہے۔ تجارتی چکر جو سرمایہ کاری اور صرف میں عدم توازن کی بنا پر رونما ہوتا ہے۔ لیکن زکوٰۃ جہاں ایک طرف پیداواری عمل کو تیز کرتی ہے وہیں دوسری طرف عوام میں قوت خرید کا اضافہ بھی کرتی ہے اس طرح یہ معیشت میں معاشی توازن قائم کرنے کا آلہ بن جاتی ہے۔

صدقات واجبہ

بہت سے ایسے صدقات مقرر کیے گئے ہیں جو مختلف مواقع پر ہر صاحبِ حیثیت مسلمان کو ادا کرنے ہوتے ہیں جیسے صدقہ فطر وغیرہ، یہ بھی مندرجہ بالا مقاصد پورے کرتے ہیں۔

انفاق

اسلام ہر مسلمان میں انفاق فی سبیل اللہ کا جذبہ پیدا کرتا ہے مال سے محبت کو کم کرتا ہے اور خدا کی راہ میں خرچ کر کے دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

قانونِ وراثت

اسلام نے وراثت کا جو قانون تجویز کیا ہے وہ اس طرح کا ہے کہ متروکہ کا ترکہ پورے خاندان میں ایک مناسب ترتیب کے ساتھ تقسیم ہو جاتا ہے اور ساری جائیداد مغربی ممالک کی طرح کسی ایک وارث کو نہیں ملتی اسی طرح دولت کے ارتکاز کے بجائے اس کی منصفانہ تقسیم رونما ہوتی ہے اور خاندان کے تمام وارثوں میں یہ دولت پہنچ کر ان کی مالی حالت درست کرتی ہے۔

صدقات و خیرات

زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کے علاوہ بھی اگر ضرورت محسوس ہو، تو حکومت کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ لوگوں سے مزید مال بطور ٹیکس لے اور اسے استحکام ریاست قیام، انصاف اور فلاح عامہ کے لیے صرف کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بے شک مال میں زکوٰۃ کے سوا بھی حق ہے

العفو

اسلام نے انسان کو صرف انفاق ہی کی ترغیب نہیں دی بلکہ اس میں یہ جذبہ بھی پیدا

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

طبی معلومات

موسم گرما کے تین مفید پھل
ککڑی، کھیرا اور خربوزہ

استاذ الحکماء حکیم آزاد شیرازی (سابق پرنسپل طبیہ کالج شاہدرہ) لاہور

ککڑی، کھیرا اور خربوزہ بلاشبہ موسم گرما کے تین انتہائی مفید پھل ہیں بشرطیکہ ان کا استعمال صحیح طریقہ پر کیا جائے۔

ککڑی کو عربی میں قثاء اور فارسی میں خیارزہ کہتے ہیں یہ ایک بیلدار پودے کا مشہور پھل ہے جو ایک بالشت سے لے کر نصف گز بلکہ ایک گز تک لمبا ہوتا ہے ککڑی درجہ دوم میں سرد تر مزاج رکھتی ہے۔ صفرا اور خون کو ساکن کرتی ہے۔ پیاس کی شدت میں تسکین بخشتی ہے۔ اس کے کھانے سے خوب کھل کر پیشاب آتا ہے اور اسی خاصیت کے باعث گردے اور مثانے کی پتھری کو خارج کرتی ہے گرمی کے درد سر میں اسے پیس کر ضماد کرنے سے فائدہ پہنچتا ہے ـــ ککڑی کو دوپہر کے کھانے میں نمک مرچ لگا کر کھانا چاہیئے۔

کھیرا

کھیرے کو خیار بھی کہتے ہیں یہ بھی سرد تر مزاج کا حامل پھل ہے۔ خون اور صفرا کی گرمی کو دور کرتا ہے۔ پیاس بجھاتا ہے اور بکثرت پیشاب لاتا ہے۔ خونی بخار دل پیشاب کی جلن، یرقان اور خفقان حار میں بھی مفید ہے۔ گرمی کے درد سر میں کھیرے کا سونگھنا اور اسی کے چھلکوں کو پیشانی پر رکھنا درد کو ساکن کرتا ہے اور نیند لاتا ہے۔ کھیرا خاص طور پر بے خوابی اور گرمی کے درد سر میں مفید ہے۔ البتہ سرد مزاج لوگوں میں نفخ پیدا کرتا ہے۔ جس کی اصلاح سکنجبین سے ہو سکتی ہے۔

کھیرے کے استعمال میں بے احتیاطی سے کام لینے کے باعث بدہضمی کی تکلیف ہو جاتی ہے اس لیے اس کے کھانے کا وقت بھی دوپہر کے کھانے کے دوران ہے اس کی قاشیں پودینہ اور انار دانہ کی چٹنی لگا کر دوپہر کے کھانے کے دوران کھانی چاہیئے۔ کھانے کے دوران کھیرے کے استعمال پر پانی پینے سے نقصان کا اندیشہ ٹل جاتا ہے موسم گرما کے مشہور مشروب شربت بزوری میں کھیرے کے مغز شامل کیے جاتے ہیں۔

خربوزہ

خربوزہ جسے فارسی میں خربزہ کہتے ہیں۔ موسم گرما کا بہترین غذائیت بخش پھل ہے۔ موسم گرما میں جب تک بارشیں نہ ہو لیں۔ اس وقت تک آم کی بجائے خربوزہ کھانا چاہیئے۔ کیونکہ آم کھانے کا بہترین موسم گرما نہیں بلکہ برسات کا موسم ہے۔

میٹھے خربوزہ کا مزاج بدرجہ اول گرم اور بدرجہ دوم تر ہوتا ہے اور خام اور پھیکے خربوزے کا مزاج بدرجہ اول سرد اور بدرجہ دوم تر ہوتا ہے بعض لوگ صرف شیریں خربوزہ ہی کھانا پسند کرتے ہیں اور پھیکے خربوزے کو کھانے کی بجائے پھینک کر نہ صرف کفران نعمت کے مرتکب ہوتے ہیں بلکہ اس کے فوائد سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ گرم مزاج لوگوں کے لیے شیریں خربوزے کی نسبت پھیکا خربوزہ زیادہ مفید ہے۔

خربوزے کا گودا جسم انسانی کو غذائیت بخشتا ہے اور بدن میں تری پیدا کرتا ہے اس کی خوشبو دل و دماغ کو فرحت پہنچاتی ہے۔ خربوزے کے متواتر استعمال سے جسم کی لاغری دور ہو جاتی ہے۔ نیز اس کے متواتر اور بار بار کھانے سے دانت صاف اور چمکیلے ہو جاتے ہیں۔ دانتوں پر جما ہوا میل بھی دور ہو جاتا ہے خربوزہ اگر اعتدال کے ساتھ کھایا جائے تو اس سے اجابت صاف ہو جاتی ہے البتہ اس کے کثرت استعمال سے دست آنے لگتے ہیں۔

مدر بول ہونے کے باعث خربوزہ مرض استسقاء، یرقان اور قرحہ مجاری بول نیز سنگ گردہ و مثانہ میں نہایت مفید پھل ہے۔ عورتوں میں دودھ کی کمی کو بھی دور کر کے دودھ بڑھاتا ہے اس کا گودا جلد کے نشانات اور چھائیں کو دور کرنے کے لیے طلا کیا جاتا ہے۔

خربوزے کا چھلکا بھی نہایت کار آمد شے ہے۔ یہ گردے اور مثانے کی پتھری کو توڑتا ہے۔ اور سخت گوشت کو جلد گلا دیتا ہے۔ خربوزے کے کھانے کا بہترین وقت دو غذاؤں کے درمیان کا وقت ہے۔ جب ایک غذا معدے میں ہضم ہو کر آنتوں کی طرف جا چکی ہوتی ہے اس لیے اسے دوپہر کے کھانے کے بعد اور شام کے کھانے سے پہلے یعنی عصر کے وقت استعمال کرنا بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔

خربوزے کے چھلکے سے نمک بھی حاصل کیا جا سکتا ہے اور یہ نمک سنگ گردہ و مثانہ میں بہت مفید ہے نمک حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ چھلکوں کو خشک کر لیا جائے ان خشک چھلکوں کو جلا کر ان کی راکھ کو پانی میں ڈال دیں۔ اور دو چار دن پانی میں پڑی رہنے دیں اس دوران پانی دن میں ایک دو بار ہلاتے رہیں۔ بعد میں پانی کو نتار کر آگ پر رکھ دیں حتے کہ پانی خشک ہو کر نمک بن جائے گا۔ اب اس نمک کو شیشی میں محفوظ کر لیں۔ دوسری اشیاء کا نمک بھی اسی طرح سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

خربوزے، کھیرے اور ککڑی کے علاوہ گرمی کے موسم میں لوکاٹ، بیر اور دوسرے پھل بھی ہوتے ہیں اور ان کا استعمال بھی کرنا چاہیئے۔

بقیہ: خطبہ جمعہ

گئے تو فوراً ہمارے قبضہ سے نکال لیے جائیں۔ صرف اسی قدر مطلوب ہے کہ جب موقعہ پیش آئے جان و مال خدا کے راستہ میں پیش کرنے کے لیے تیار رہیں۔ دینے سے بخل نہ کریں خواہ وہ ہیں یا نہ ہیں۔ اسی کے پاس چھوڑے رکھیں"۔

یہ سودا جو اللہ تعالٰے نے مومنوں سے ان کی جانوں کے بدلے کیا ہے۔ اس کے نفع مند ہونے میں تو شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں لیکن یہاں اس عقد اور معاملے کو بھلا کر نقصان ہی نقصان اٹھایا جا رہا ہے۔ اگر ہم اپنا سب کچھ خدا کے سپرد کر دیں۔ یعنی اسلام اور ملت اسلامیہ کی خدمت کے لیے وقف کر دیں اور خدا کے فرمانبردار بندے بن جائیں تو ہماری تکلیفیں، مشکلات اور پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔ پھر جب کوئی مشکل، مصیبت یا پریشانی آئے گی تو وہ راہ حق میں آئے گی۔ اس لیے اسے خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا ہوگا اور جو راحت و آسانی میسر آئے گی اس پر خدا تعالٰے کا شکر ادا کریں گے۔ مومن کی شان یہ ہے کہ جب اسے کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور جب آسانی ملتی ہے تو خدا تعالٰے کا شکر ادا کرتا اور اسے دونوں صورتوں میں بارگاہ خداوندی میں اجر و ثواب کا مستحق قرار دیا جاتا ہے دعا فرمائیں کہ ایمان و یقین کا یہ ارفع و اعلیٰ مقام اللہ تعالٰے ہر مسلمان کو نصیب کرے، گناہوں سے بچائے راہ حق میں ایثار و قربانی اور عمل صالح انجام دینے کی توفیق بخشے۔ آمین!

بہاء اللہ اور دینِ بہائیت

ایک تاریخی تجزیہ:

فتنۂ انکارِ حدیث کا مقصد......؟

حضور نبی اکرمؐ کی جگہ اپنی آئیڈیل فلاسفی کی اطاعت کرانا ہے

قرۃ العین کو حضورؐ کی گستاخی پر گھوڑے سے باندھ کر قتل کر دیا

قسط ۲

امریکہ میں بہائی مشنری اپنے پیروکاروں کے لیے بیعت کا جو فارم مہیا کرتی ہے اس کا متن حسب ذیل ہے سب سے بڑی شاخ کے نام۔

اے غصن اعظم اللہ کے نام پر میں خدا کی وحدانیت توحید اور اس کے قادر مطلق ہونے کا اقرار کرتا ہوں جو میرا پیدا کرنے والا ہے۔ میں ایمان لاتا ہوں کہ وہ اللہ انسانی شکل میں ظاہر ہوا۔ میں ایمان لاتا ہوں کہ اس نے اپنا ایک کلمہ اور خاندان قائم کیا اور ایمان لاتا ہوں کہ وہ اس دنیا سے رخصت ہو گیا میرا ایمان ہے کہ اس نے اپنی بادشاہت تجھ کو دے دی ہے اے غصن اعظم جو اس اللہ کا سب سے پیارا بیٹا اور راز ہے میں تجھ سے عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اس روحانی بادشاہت میں قبول کیا جائے۔

میرا نام بھی ایمان لانے والوں کے رجسٹر میں درج کیا جائے۔ اگلے جہاں اور اس دنیا کی برکات کے لیے درخواست کرتا ہوں اپنے لیے اور اپنے قریبی اعزہ کے لیے آپ مجھے دیگر طاقتوں کے علاوہ ان روحانی تحفوں سے بھی نوازیں جن کا مجھے اہل سمجھیں۔

آپ کا عاجز غلام

میٹریل فور اسٹیڈی آف دی بابی ریلیجین، مصنفہ پروفیسر براؤن ص ۱۲۱

بہائیوں کا قبلہ

سب سے مقدم اور ضروری زیارت گاہ جو اہل بہا کے نزدیک بہت ہی محترم ہے وہ زیارت گاہ ہے جو بمقام عکا میں بہاء اللہ کا مدفن ہے جو بہاء اللہ کے اس جگہ دفن ہونے کے وقت سے اہل بہاء کا قبلہ نماز ہے۔ (الکواکب الدریہ مرزا عبدالحسین بہائی، صفحہ نمبر ۳۷-۵۲)

بہائیوں کا حج

بہاء اللہ نے جن دو گھروں کے حج اور طواف کرانے کا حکم کتاب اقدس میں بہائی فرقہ کو دیا ہے ان میں سے ایک تو وہ گھر ہے جو شیراز (ایران) میں علی محمد باب کا گھر ہے۔ اور دوسرا یہ گھر جس میں بہاء اللہ بغداد میں رہتے تھے (ایضاً ۳۵۰)

بہاء اللہ کی قبر کو سجدہ

"چوں بارض مقدسہ رسیم۔ سر بر آستانِ روضۂ مقدسہ نہیم و موئے کنان از برائے شما طلب تائید کنیم" (بہاء اللہ کے جانشین عبدالبہا کا کلولینڈ اور بالٹی مور کے بہائیوں سے خطاب

(منقول از کتاب بدائع الآثار ص ۳۶۷)

یعنی جب میں واپس عکہ جاؤں گا تو بہاء اللہ کی قبر کی چوکھٹ پر سر رکھ کر اپنے بال نوچوں گا اور تم سب کے لیے مدد مانگوں گا۔

علامہ رشید رضا مصری کا تبصرہ

المنار مصر کے ایڈیٹر رقمطراز ہیں کہ:۔

البہائیہ ھم آخر طوائف الباطنیۃ یعبدون البہاء عبادۃ حقیقۃ ویدینون بالوھیتہ وربوبیتہ ولھم شریعۃ خاصۃ بھم۔

اخبار المنار جلد ۱۳ نمبر ۱، اشاعت ۳۰ شوال ۱۳۲۸ھ

بہائی بہاء اللہ کو رب مانتے ہیں اس کی عبادت کرتے ہیں اور ان کی شریعت ایک مخصوص شریعت ہے۔

یہ الوہیت کا دور ہے۔ جمیع آیات کہ آمدہ ورفتہ است ایام موسیٰ بودہ ایام مسیح بودہ، ایام ابراہیم بودہ وہم چنین ایام سائر انبیاء بودہ واما آں یوم یوم اللہ است (کتاب مفاوضات ص ۲۱۴)

یعنی سابقہ ایام جو آئے اور چلے گئے وہ موسیٰ کے دن تھے۔ مسیح کے دن تھے، ابراہیم کے دن تھے اور اسی طرح تمام انبیاء کے دن تھے۔ لیکن وہ بہاء اللہ کا دن اللہ کا دن ہے۔

امریکہ کی انجمن خواتین بہائیاں کی صدر مس کروک کی قیام گاہ پر تقریر کرتے ہوئے بہاء اللہ کے صاحبزادے عبدالبہا نے اپنے صدارتی خطبے میں کہا:۔

یہ میری بچیوں کی انجمن ہے۔ میری بچی مس کروک کے گھر میں منعقدہ ایک اجلاس کو دیکھ کر میں بہت مسرور ہوا ہوں یہ خوب مجلس ہے۔ نورانی ہے، روحانی ہے، انجمن آسمانی عنایات و کرم کی نذریں اس محفل پر لگی ہیں۔ فرشتوں کی ایک خاص جماعت اس محفل کو دیکھ رہی ہے پڑھی جانے والی مناجات کو ان فرشتوں نے سنا اور بہت مسرور ہو کر بہاء اللہ کا شکریہ ادا کر رہے ہیں اور فرشتے کہتے ہیں کہ اے بہاء اللہ تیرا شکر ہے کہ یہ تیری کنیزیں تیری طرف منجذب ہیں۔ تیری بادشاہت کی طرف متوجہ ہیں۔ تیری رضا کے سوا ان کنیزوں کا کوئی اور مقصد نہیں ہے۔ تیری خدمت کے سوا اپنی ذات کے لیے یہ کنیزیں اور کسی مرتبہ کی طلب گار نہیں۔ ہیں اے بہاء اللہ اپنی ان کنیزوں کی مدد کر۔ ان کو فرشتی سے عرشی بنا۔ ان کے دلوں میں الہام پیدا کر۔ ان کی ارواح کو بشارت عطا فرما۔ اے بہاء اللہ ان کو شمع روشن بنا۔ رشک گلزار بنا۔ ان کو ہم آہنگ بنا اور ملأ اعلیٰ کو وجد و طرب میں لا۔ ان سب کو ایک ایسا چمکنے والا ستارہ بنا دے جس کے وجود سے ایک عالم منور ہو سکے۔ اے بہاء اللہ ان کو قوت آسمانی عطا فرما۔ تاکہ یہ سب کنیزیں تیری خدمت میں مشغول رہ سکیں اے بہاء اللہ تو رؤف و رحیم اور صاحب فضل و احسان ہے۔ (بدائع الآثار جلد اول فارسی ایڈیشن ص ۳۶۹)

بہائی شریعت کا جائزہ

سُود حرام نہیں

دوستانِ غرب عرض کردند در خصوص غذا یا حبائے امریکہ دستور العمل عنایت شود فرمودند ما مداخلہ در طعام جسمانی نمی کنیم، مداخلہ ما در طعام روحانی است۔ یعنی مغربی احباب نے جناب عبدالبہا سے گذارش کی کہ امریکہ کے بہائیاں کو غذا کے بارے میں ایک دستور العمل نافذ فرمایا جائے۔ عبدالبہا نے جواب دیا کہ جسمانی غذا میں ہم کوئی مداخلت نہیں کیا کرتے۔ جو چاہو کھاؤ۔ ہماری مداخلت تو صرف روحانی غذا میں ہے (جناب عبدالبہا کا بیان بحوالہ کتاب خطابات جلد اول)

رنج کی سزا

ومن یحزن احداً فلہ ان ینفق تسعۃ عشر مثقالاً من الذھب (کتاب اقدس ص ۳۶)

یعنی جو شخص کسی دوسرے شخص کو کسی قسم کا رنج پہنچائے گا تو اس پر فرض ہے کہ ۱۹ مثقال سونا خرچ کرے

زانی کی سزا

زانی نو مثقال سونا بیت المال کو دیت کے طور پر ادا کرے (کتاب اقدس ص ۱۰۹)

صرف سگی ماں حرام ہے

قَدْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ أَزْوَاجُ آبَائِكُمْ إِنَّا نَسْتَحِي أَنْ نَذْكُرَ حُكْمَ الْغِلْمَانِ۔ کتاب اقدس ص ۲۳۵

یعنی تم پر اپنے باپ کی بیویاں حرام کی گئی ہیں۔ ہمیں

بقیہ :- علم کی ضرورت

ان کو سردار اور امام بناتا ہے ایسے لوگوں کے افعال کی اقتداء کی جاتی ہے۔ ان کی رائے پر بھروسہ کیا جاتا ہے ملائکہ ان سے دوستی کرنے میں راغب ہیں اور اپنے پروں سے ان کو چھوتے ہیں۔ ہر خشک و تر ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں اور پرندے اور چوپائے بھی۔ اس لیے کہ علم دلوں کے لیے حیات ہے تاریکیوں میں آنکھوں کے لیے چراغ ہے۔ علم کے ذریعے نیک لوگوں کے مراتب کو پہنچا جاتا ہے۔ علم میں فکر کرنا اور مطالعہ کرنا روزہ رکھنے کے برابر ہے اور اس کا پڑھنا پڑھانا تہجد کے برابر ہے۔ اس کے ذریعے حلال کو حرام سے پہچانا جاتا ہے۔ وہ عمل کا امام ہے اور عمل اس کے تابع ہے نیک بختوں کے دلوں میں اس کا الہام کیا جاتا ہے اور بدبخت اس سے محروم رکھے جاتے ہیں۔ آئیے ہم آج سے عہد کریں کہ ہم اپنی زندگی کو دین کے نور سے منور اور اسلام کے رنگ سے رنگین کرنے کے لیے اپنا کچھ نہ کچھ وقت ضرور وقف کریں گے۔ انشاء اللہ ایک روز ہم محسوس کریں گے کہ یہی وقت ہمارا سب سے قیمتی متاع اور سب سے بڑی بچت ہے۔

علم دین کے حصول کا سب سے بہتر اور معتبر ذریعہ علمائے کرام کی مجلس اور صحبت ہے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے قرآن اور علم دین رنگ ہے۔ علماء رنگ فروش ہیں اور اولیاء رنگ ساز۔ علما کا کام لوگوں میں دین کا رنگ تقسیم کرنا ہے اور اولیاء کا کام لوگوں پر دین کا رنگ چڑھانا۔ اللہ کے بندو سوچو اگر تم یہ رنگ ہی حاصل نہ کرو گے تو تم پر دین کا رنگ کیسے چڑھے گا۔

ہماری بدقسمتی ہے کہ آج ہر واعظ، قصہ گو اور داستان طراز جو بہتر اور دیر سے تقریر کر سکتا ہے خود کو عالم دین سمجھنے لگا ہے حالانکہ ان لوگوں کو نہ تو قرآن کے علم و فہم سے کوئی مس ہے اور نہ ہی احادیث کے اصول و قواعد کی کوئی خبر ہے انہیں نہ کتب فقہ پر عبور ہے اور نہ زبان عربی سے واقفیت، ان کے وعظ و خطاب کا موضوع چند گھسے پٹے عنوان ہیں اور ان کا مبلغ علم اردو اور فارسی کی چند کتب قصص و حکایات جن میں رطب و یابس سب کچھ جمع ہے آج ہم لوگ علمائے کرام سے علم دین کے حصول کی بجائے ذہنی سرور حاصل کرنے کے لیے جاتے ہیں۔ اور نتیجہ ظاہر ہے کہ ایک عرصہ تک درس و وعظ کی مجلسوں میں حاضر ہونے کے باوجود ہم میں نہ تو کوئی ذہنی تبدیلی آتی ہے اور نہ ہی کوئی فکری انقلاب محسوس ہوتا ہے اگر کسی چیز میں اضافہ ہوتا ہے تو وہ فرقہ وارانہ عصبیت ہے جو بجائے خود کم علمی کی نشانی ہے اس لیے ہمارا فرض ہے کہ حاضری کے لیے ایسے علمائے حق کا انتخاب کریں جو قصص و حکایات کی بجائے کلام اللہ اور حدیث رسول کی بات کریں۔ اور جن کے وعظ و درس اسرائیلی روایات و خرافات کی بجائے اقوال صحابہ اور آثار آئمہ سے مزین ہوں۔

علم دین کے حصول کا دوسرا طریقہ معتبر دینی کتب کا مطالعہ ہے۔ علمائے حق کی صحبت و مجلس ہر شخص کو آسانی میسر نہیں ہو سکتی خصوصاً جو لوگ دور دراز دیہات میں رہتے ہیں جہاں اکثر ذرائع آمد و رفت کی سہولت حاصل نہیں علماء سے مستفیض نہیں ہو سکتے لیکن مقتدر و مستند، موجود و غیر حاضر، ملکی و غیر ملکی علماء کی تصانیف و تالیف ہر وقت اور ہر جگہ دستیاب ہو سکتی ہیں جنہیں ہم اپنی فرصت و سہولت کے مطابق مطالعہ کر کے دین کا ضروری علم حاصل کر سکتے ہیں۔

بقیہ :- بہاءُ اللہ اور دین بہائیت

شرم آتی ہے کہ لڑکوں کے بارے میں حکم کا ذکر کریں (خالہ پھوپھی، بہن اور دیگر محرمات سے نکاح جائز ہے۔

میرے ایک کرم فرما حضرت مولانا عبدالحق صاحب نے ایک بہائی کو مسلمان کیا تھا اس کی شادی اپنی خالہ سے تھی اور بچے بھی تھے۔ (المؤلف سید طیبین لکھنوی)

سال نو مہینے کا ہوتا ہے

ان عدۃ الشھور تسعۃ عشر شھراً فی کتاب اللہ۔ (کتاب اقدس ص۲۹۹)

بے شک اللہ کی کتاب میں مہینے صرف نو مقرر ہیں۔

تین نمازیں :- صبح، زوال اور شام کے وقت نو رکعت پڑھنا فرض ہے۔ (ایضاً ص۱۳)

نماز جنازہ میں چھ تکبیریں مقرر ہیں۔ (ایضاً ص۲۰)

نماز ہمیشہ الگ الگ پڑھو باجماعت نماز پڑھنا منسوخ کر دی گئی ہے، بجز نماز جنازہ (ایضاً ص۲۹)

روزے ۱۹ دن کے فرض ہیں

شمسی حساب کے مطابق روزے صرف ۱۹ دن کے مقرر کیے جاتے ہیں۔ مسافر اور مریض پر روزے معاف ہیں تندرست ہونے کے بعد بھی ان پر ان روزوں کی قضا واجب نہیں ہے۔ (کتاب اقدس ص۴۲)

زکوٰۃ : جو سو مثقال سونے کا مالک ہے وہ انیس مثقال سونا فاطر السموات والارض کو دیدے (ایضاً ۳۳)

ہر بہائی کا فرض ہے کہ ۱۹ سال پورے ہو جانے کے بعد اپنے گھر کا سامان تبدیل کر دے (ایضاً ۳۲۸)

سود حلال ہے :- چونکہ قرض حسنہ دینے کا طریقہ بہت کم یاب ہے اس لیے بندوں پر احسان کرتے ہوئے ہم نے سود کو دیگر معاملات کی طرح جائز قرار دے دیا ہے گویا اس حکم کے نازل ہونے کے وقت سے روپوں پر سود لینا حلال، طیب اور طاہر ہے تاکہ زمین والے پوری خوشی اور مسرت سے محبوب عالمیان کے ذکر میں مشغول رہیں (کتاب اشراقات ص۴۳)

جو کوئی کنواری لڑکی کو اپنی خدمت کے لیے رکھے اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (کتاب اقدس ص۱۳)

کفر اور ایمان کی تقسیم

پہلے ادیان میں دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ اول مومن، دوم کافر، لیکن آج کوئی فرق نہیں ہے کسی کو ایک دوسرے کو کافر سمجھنے کا حق حاصل نہیں ہے آج اس خدا نے سب کو اپنی رحمت کے سمندر میں غوطہ دے دیا ہے (رسالہ اشراق یوم بدیع ص۹)

قیامت کا عقیدہ

بہائی تعلیمات کے مطابق بعثت جسموں کی نہیں ہوگی۔ جسم جب ایک دفعہ مر جاتا ہے تو اس کے ذرات پھر کبھی بھی اس جسم میں جمع نہیں ہوتے۔

کتاب بہاءاللہ اور عصر جدید ص۲۹۷)

کیا اس دین کا کوئی بھی عقیدہ اسلام سے مشابہت رکھتا ہے؟ کیا اسلام کی توحید اور بہائیت کی قبر پرستی ایک ہی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اسلام خدا کا سچا دین ہے اور بہائیت اسلام کے خلاف ایک سازش۔

بقیہ :- مکتوبِ گرامی

ہمدرد و مونس اور مددگار نہ ہوگا لوگ آپ کو ایک گڑھے میں اتار کر تنہا چھوڑ دیں گے۔ اس دن کے لیے آپ کو کچھ سامان پیدا کر لینا چاہیے جو وہاں کام آئے۔

"وہ دن کیسا ہوگا، جس دن انسان اپنے بھائی ماں باپ، بیوی اور بچوں سے دور بھاگتا پھرے گا"

اے امیر المومنین! یاد رہے کہ جس وقت قبریں کھول دی جائیں گی سینوں کے تمام راز یکسر فاش ہو جائیں گے، ہر پوشیدہ چیز افشا ہو جائے گی اور نامۂ اعمال سامنے ہوگا جو ہر چھوٹی بڑی چیز کا مظہر ہوگا۔

اے امیر المومنین! اس وقت آپ کو مہلت ملی ہے وقت مقررہ نہیں آیا ہے اور امیدیں ابھی منقطع نہیں ہوئی ہیں از راہِ نوازش ان حالات میں جاہلوں جیسا مت سوچیے۔ اور اپنی رعیت سے ظالمانہ سلوک مت کیجیے۔

اے امیر المومنین! اس وقت آپ کو جو اقتدار میسر ہے اس پر نگاہ ڈالیے جس وقت موت کے مضبوط شکنجے میں گرفتار ہوں گے۔

اے امیر المومنین! اس عالم کو گمان میں لائیے جبکہ آپ خدائے تعالیٰ، فرشتوں اور رسولوں کے روبرو کھڑے کیے جائیں گے اور تمام کے تمام سر اس حی و قیوم ذات کے سامنے جھکے ہوئے ہوں گے۔

اے امیر المومنین! اس نامہ کو ایک دوست کی طرف سے پیش کردہ دارو تصور کیجیے گا۔ جو اگرچہ کڑوا ہے مگر عافیت و صحت کے خیال سے پیش کیا گیا ہے۔

والسلام وعلیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بنات اسلام

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ہجرت

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت ابوسلمہ رضی صحابی کے نکاح میں تھیں۔ دونوں میں بہت زیادہ محبت اور تعلق تھا جس کا اندازہ اس قصے سے ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ ام سلمہؓ نے ابوسلمہؓ سے کہا کہ میں نے یہ سنا ہے کہ اگر مرد اور عورت دونوں جنتی ہوں اور عورت مرد کے بعد کسی سے نکاح نہ کرے تو وہ عورت جنت میں اسی مرد کو ملے گی اسی طرح اگر مرد دوسری عورت سے نکاح نہ کرے تو وہی عورت اس کو ملے گی۔ اس لیے آؤ ہم اور تم دونوں عہد کرلیں کہ ہم میں سے جو پہلے مرجاوے دوسرا نکاح نہ کرے۔ ابوسلمہ نے کہا تم میرا کہنا مان لوگی؟ ام سلمہؓ نے کہا میں تو اسی واسطے مشورہ کر رہی ہوں کہ تمہارا کہنا مانوں۔ ابوسلمہؓ نے کہا تو میرے بعد تم نکاح کرلینا۔ پھر دعا کی کہ یا اللہ میرے بعد ام سلمہؓ کو مجھ سے بہتر خاوند عطا فرما جو نہ اس کو رنج پہنچائے اور نہ تکلیف دے۔ ابتدائے اسلام میں دونوں میاں بیوی نے حبشہ میں ہجرت ساتھ ہی کی اس کے بعد وہاں سے واپسی پر مدینہ طیبہ کی ہجرت کی جس کا مفصل قصہ خود ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ ابوسلمہؓ نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو اپنے اونٹ پر سامان لادا۔ اور مجھے اور میرے بیٹے سلمہ کو سوار کرایا اور خود اونٹ کی نکیل ہاتھ میں لے کر چلے۔ میرے میکے کے لوگوں بنو مغیرہ نے دیکھ لیا۔ انہوں نے ابوسلمہؓ سے کہا کہ تم اپنی ذات کے بارے میں تو آزاد ہو سکتے ہو۔ مگر ہم اپنی لڑکی کو تمہارے ساتھ کیوں جانے دیں۔ کہ یہ شہر در شہر پھرے یہ کہہ کر اونٹ کی نکیل ابوسلمہ کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے زبردستی واپس لے آئے۔ میری سسرال کے لوگ بنو عبدالاسد کو جو ابوسلمہؓ کے رشتہ دار تھے جب اس قصہ کی خبر ملی تو وہ میرے میکہ والوں بنو مغیرہ سے جھگڑنے لگے کہ تمہیں اپنی لڑکی کا تو اختیار ہے مگر ہم اپنے لڑکے سلمہ کو تمہارے پاس کیوں چھوڑ دیں جبکہ تم نے اپنی لڑکی کو اس کے خاوند کے پاس نہیں چھوڑا اور یہ کہہ کر میرے لڑکے سلمہ کو بھی مجھ سے چھین لیا اب میں اور میرا لڑکا اور میرا شوہر تینوں جدا جدا ہو گئے۔ خاوند تو مدینہ چلے گئے میں اپنے میکہ میں رہ گئی اور بیٹا اپنے ددھیال میں پہنچ گیا۔ میں روز میدان میں نکل جاتی اور شام تک رویا کرتی اسی طرح پورا ایک سال مجھے روتے گزر گیا نہ میں خاوند کے پاس جا سکی۔ نہ بچہ مجھے مل سکا۔ ایک دن میرے چچا زاد بھائی نے میرے حال پر ترس کھا کر اپنے لوگوں سے کہا۔ کہ تمہیں اس مسکینہ پر ترس نہیں آتا کہ اس کو بچے اور خاوند سے تم نے جدا کر رکھا ہے۔ اس کو کیوں نہیں چھوڑ دیتے غرض میرے چچا زاد بھائی نے کہہ سن کر اس بات پر ان سب کو راضی کر لیا۔ انہوں نے مجھے اجازت دے دی کہ تو اپنے خاوند کے پاس جانا چاہتی ہے تو چلی جا۔ یہ دیکھ کر بنو عبدالاسد نے بھی لڑکا مجھے دیدیا۔ میں نے ایک اونٹ تیار کیا اور بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر تن تنہا سوار ہو کر مدینے کو چل دی۔ تین چار میل چلی تھی کہ تنعیم میں عثمان طلحہ مجھے ملے۔ مجھ سے پوچھا کہ اکیلی کہاں جا رہی ہو؟ میں نے کہا کہ اپنے خاوند کے پاس مدینے جا رہی ہوں انہوں نے کہا کوئی تمہارے ساتھ نہیں؟ میں نے کہا کہ اللہ کی ذات کے سوا کوئی نہیں ہے انہوں نے میرے اونٹ کی نکیل پکڑ لی اور آگے آگے چل دیئے۔ خدا پاک کی قسم مجھے عثمان سے زیادہ شریف آدمی کوئی نہیں ملا۔ جب اترنے کا وقت ہوتا وہ اونٹ کو بٹھا کر خود علیحدہ درخت کی آڑ میں ہو جاتے۔ میں اتر جاتی۔ اور جب سوار ہونے کا وقت ہوتا اونٹ کو سامان وغیرہ سے لاد کر میرے قریب بٹھا دیتے میں اس پر سوار ہو جاتی وہ آکر اس کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چلنے لگتے۔ اسی طرح ہم مدینہ منورہ پہنچے۔ جب قبا میں پہنچے تو انہوں نے کہا کہ تمہارا خاوند یہیں ہے اس وقت ابوسلمہؓ قبا ہی میں مقیم تھے عثمان مجھے وہاں پہنچا کر خود مکہ مکرمہ واپس ہو گئے۔ پھر کہا کہ خدا کی قسم عثمان بن طلحہ سے زیادہ کریم اور شریف آدمی میں نے نہیں دیکھا اور اس سال میں جتنی مشقت اور تکلیف میں نے برداشت کی شاید ہی کسی نے کی ہو۔ (اسد الغابہ)

بقیہ: اسلام کی اقتصادیات

کیا کہ اس کے پاس اپنی ضرورت سے زیادہ جو کچھ ہو اسے خدا کی راہ میں اور دوسروں کی بہتری کے لیے خرچ کرے۔

وہ پوچھتے ہیں کہ ہم خرچ کیا کریں۔ کہہ دیجیئے "العفو" یعنی جو اپنی ضرورت سے زیادہ ہو۔

اسی طرح اسلام پورے معاشرے میں دولت کی منصفانہ تقسیم روبہ عمل لاتا ہے اس کی پالیسی کے دو بنیادی اصول فروغ پیداوار اور دولت کی منصفانہ تقسیم ہیں وہ ان میں سے کسی ایک کو نظر انداز نہیں کرتا۔

اسلام کا نظام سیاست

اسلام کے مادی اقتدار کا لازمی نتیجہ اس کا روحانی اقتدار اور صاحب اقتدار جماعت کے اخلاق و اعمال کی اشاعت ہے۔ اس حقیقت کو قرآن نے اس طرح بیان کیا ہے

یہ مسلمان وہ ہیں کہ اگر ہم نے انہیں زمین میں صاحب اقتدار کر دیا (یعنی ان کا حکم چلنے لگا) تو وہ نماز قائم کریں گے۔ ادائے زکوٰۃ میں سرگرم ہوں گے۔ نیکیوں کا حکم دیں گے، برائیوں سے روکیں گے اور تمام باتوں کا انجام کار اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔

امر بالمعروف، ونہی عن المنکر اسلام میں جس قدر اہم فریضہ ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ امت مسلمہ کے برپا کرنے کا مقصد یہی بتایا گیا کہ:-

تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی اصلاح) کے لیے میدان میں لائی گئی ہے تم بھلائی کا حکم دیتے رہو۔ اور برائی سے روکتے رہو اور قیامت تک کے لیے مسلمانوں کا یہی فریضہ قرار دیا گیا ہے۔

تمہیں ایک ایسی امت بننا چاہیئے جو بھلائی کی طرف دعوت دیتی رہے، نیکی کا حکم کرتی رہے اور برائی سے روکتی رہے۔

پس امر و نہی کے لیے سیاسی اقتدار اور مادی قوت کی ضرورت ہے۔ اور امت کا فریضہ ہے کہ وہ اس کا انتظام کرے۔ صحیحین کی حدیث ہے:-

تم میں سے جو شخص کوئی بدی دیکھے اس کو ہاتھ سے (نیکی سے) بدل دے اگر ایسا نہ کر سکے تو زبان سے روکے اگر زبان سے بھی نہ روک سکے تو دل سے برا سمجھے اور یہ آخری درجہ، ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔

بعض روایات کے مطابق تو ایک ذرہ برابر ایمان بھی نہیں رہ جاتا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ خلافی میں بدی کو دل سے برا سمجھنا اور زشت و نیک کا احساس بھی جاتا رہتا ہے۔

اسلام دین و سیاست میں کسی تفریق کا روادار نہیں وہ پوری زندگی کو خدا کے قانون کے تابع کرنا چاہتا ہے اور اس مقصد کے لیے سیاست کو بھی اسلامی اصولوں پر مرتب کرتا ہے اور ریاست کو اسلام کے قیام اور اس کے استحکام کے لیے استعمال کرتا ہے آیئے اب دیکھیں کہ اسلام جو ریاست قائم کرتا ہے اس کی خصوصیات کیا ہیں اور دنیا کے سیاسی نظاموں سے کس حد تک مختلف ہے

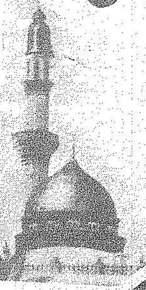
اسلامی ریاست کی خصوصیات

اسلامی اور نظریاتی ریاست

اسلامی ریاست کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایک اصولی اور نظریاتی ریاست ہے اس ریاست کی بنیاد نہ نسل پر ہے نہ رنگ پر، نہ زبان پر، نہ وطن پر نہ محض معاشی مفاد کا اشتراک اس کی اساس ہے اور نہ محض سیاسی الحاق اس ریاست کی اصل بنیاد ہے بلکہ یہ اسلامی نظریہ ریاست کی علمبردار ہے۔ اور نتیجۃً اس کو قائم کرنے والا ہے جو ریاست خدا کی سیاسی حاکمیت کا اعلان کرے اور اس کے قانون کو نافذ کرنے والی ہے وہ اسلامی ریاست ہے سورۂ حج میں آیا ہے مسلمان وہ ہیں کہ اگر ہم نے زمین میں انہیں صاحب اقتدار کر دیا تو وہ نماز قائم کریں گے ادائے زکوٰۃ میں سرگرم رہیں گے نیکیوں کا حکم دیں گے اور برائیوں سے روکیں گے اور تمام باتوں کا انجام کار خدا کے ہاتھ میں ہے

ادارہ خدام الدین لاہور کی ایک تاریخی پیشکش

داستانِ حیات شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ



مدنی نمبر

زیرِ ادارت
مجاہد الحسینی

حسب و نسب — تذکرہ اسلاف

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے خاندانی حالات اور اسلاف کے تذکرے

آسمان رشد و ہدایت کے درخشندہ ستارے

جنہوں نے گم کردہ راہ انسانوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن کیا اور ظلمت کدۂ ہند میں زہد و تقویٰ، اور مجاہدہ و ریاضت کی شمعیں جلائیں۔

علم و فضل — تعلیم و تربیت

جلیل القدر اساتذہ اور عظیم المرتبہ علمی و دینی شخصیات
جن کی نگاہِ کرم اور توجہ سے آپ علم و فضل کی رفعتوں اور بلندیوں سے سرفراز ہوئے

سیاست و قیادت

تحریکِ آزادی کے سلسلہ میں آپ کی عظیم الشان خدمات کا تذکرہ، جو حضرت ...
پاک و ہند بلکہ دنیا بھر کے مظلوم انسانوں اور محکوم قوموں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ...

فرنگی سامراج کے ہولناک مظالم : دار و رسن، قید و بند اور اسارتِ مالٹا کے لرزہ خیز واقعات

مسئلہ قومیت و وطنیت : حضرت شیخ مدنیؒ اور علامہ اقبالؒ کے مابین ایک فکری و نظری عارضی اختلافات کا تحقیقی جائزہ ● **نئی معلومات** — اقبال ...

اور پروفیسر یوسف سلیم چشتی کا **خصوصی مقالہ** اور **انٹرویو**

ہم عصر شخصیات

دینی و سیاسی رہنما — حضرت شیخ مدنیؒ کے ساتھ ان کے مراسم و تعلقات ● **مختلف شخصیات کے خصوصی انٹرویو**

مختلف دینی، سیاسی اور قومی تحریکوں کے بارے میں حضرت مدنیؒ کے تاثرات،

- حضرت مدنیؒ کے ساتھ فکر و نظر کا اختلاف رکھنے والوں کے اختلافات اور ان کا موقف،
- پاک و ہند کے معروف اہلِ قلم، اور نامور دینی و سیاسی شخصیات کے بلند پایہ مضامین،

- شعرائے کرام کا نذرانۂ عقیدت
- معرکہ آرا تقاریر
- خطبات صدارت
- نادر خطوط کا عکس

دار العلوم دیوبند اور آپ کی رہائش گاہ کی تصاویر

- دین و سیاست ● مجاہدہ و ریاضت
- جرأت و مردانگی ● حق گوئی و بے باکی

کی ایک ناقابلِ فراموش تاریخی سرگزشت

عنقریب شائع ہو رہا ہے

قیمت تین روپے پچاس پیسے

ایک ضخیم معلوماتی دستاویز ● خوشنما کتابت و طباعت ● سرورق قدیم آرٹ کا حسین مرقع

ناظم شعبہ اشاعت ہفت روزہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا